

فارسی

برای

کلاسِ یازدهم



پنجاب کمریکولم اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن بورڈ - لاہور

جملہ حقوق بحق پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور محفوظ ہیں۔

تیار کردہ : پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور

منظور کردہ: وفاقی وزارت تعلیم حکومت پاکستان، اسلام آباد

☆ خانم دکتر خالدہ آفتاب ☆ محمد خان کلیم (مرحوم)

☆ نواز علی شیخ (مرحوم) ☆ دکتر غلام معین الدین نظامی

☆ پرفیسور دکتر آفتاب اصغر (مرحوم)

نگران طباعت : ☆ خانم دکتر شگفتہ صابر

سرورق - کمپوزنگ : بہ تعاون خانہ فرہنگ، جمہوری اسلامی ایران - لاہور

آرٹس . عائشہ وحید

مطبع: نصاب پرنٹرز، لاہور

ناشر: ماجد بک ڈپو، لاہور

تاریخ اشاعت	ایڈیشن	طباعت	تعداد اشاعت	قیمت
نومبر 2019ء	اول	24	1,000	71.00

پیش گفتار

فارسی، عالم اسلام کی دوسری بڑی زبان ہے اور تقریباً ایک ہزار سال تک برصغیر پاک و ہند کی علمی، ادبی، ثقافتی اور سرکاری زبان رہ چکی ہے۔ یہاں کے مسلمانوں کا تمام تر تہذیبی سرمایہ فارسی ہی میں محفوظ ہے۔ اگر ہم اپنے شاندار ماضی سے رابطہ استوار رکھنا چاہتے ہیں تو ہمیں فارسی زبان و ادب سے آشنائی حاصل کرنا ہوگی۔ فارسی سیکھے بغیر ہم عالم اسلام اور برصغیر کی تاریخ سے مکاحقہ آگاہ نہیں ہو سکتے۔ فارسی ہمارے آباء و اجداد کی زبان ہے اور ہمیں اپنے اس عظیم ورثے کی قدر و قیمت کا احساس ہونا چاہیے۔ فارسی بہت سے برادر اسلامی ممالک میں رائج ہے۔ ایران، افغانستان، ترکی اور عراق کے علاوہ، وسط ایشیا کے نئے آزاد ہونے والے اسلامی ممالک میں بھی اس کے بولنے والے اکثریت میں ہیں۔ یوں یہ خوبصورت زبان، ان تمام ممالک کے باہمی روابط میں کام آ سکتی ہے۔

فارسی میں علم و ادب و اخلاق کا اتنا ذخیرہ تخلیق ہوا ہے کہ دنیا کی شاید ہی کوئی اور زبان اس کی مثال پیش کر سکتی ہو! ایسے اعلیٰ و ارفع ادب سے آشنائی ہمیں تعمیر سیرت اور تہذیب کردار میں غیر معمولی مدد دے سکتی ہے۔ خود ہمارے قومی شاعر حضرت علامہ اقبال کا بیشتر کلام فارسی میں ہے۔ فارسی جانے بغیر ہم فکر اقبال کی صحیح روح سے پوری طرح آگاہ نہیں ہو سکتے۔

دُنیا کی ہر زندہ زبان کی طرح، فارسی میں بھی بہت سی تبدیلیاں آچکی ہیں۔ کچھ پُرانے الفاظ متروک ہو گئے، بہت سے نئے لفظ رائج ہوئے، کافی الفاظ کے معانی بدل گئے، قواعد میں بھی کچھ تبدیلیاں ہوئیں، طرز املاء میں بھی خاصی پیش رفت ہوئی اور اظہار و بیان کے پیرائے بھی نئے سانچوں میں ڈھل گئے اس لیے قدیم فارسی کے ساتھ ساتھ جدید فارسی نظم و نثر سے آگاہی بھی ضروری ہے۔ اس کتاب کی تالیف میں ان تمام امور کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔ خاص طور پر اختصار اور سلاست پیش نظر رکھی گئی ہے۔

ہمیں امید ہے کہ جب یہ کتاب جدید فارسی لب و لہجہ کے اُصولوں کے مطابق پڑھائی جائے گی تو اس کی افادیت دو چند ہو جائے گی۔

به نام خداوند بخشنده مهربان

فهرس

صفحه	عنوان	شماره
3	پیش گفتار	
7	ترجمه سورة الحمد	۱
9	نعت	۲
11	کلام خدا	۳
15	کتاب (منظومه)	۴
17	سید علی بجویری	۵
	خلفای راشدین	
21	فرخی سیستانی	۶
	دروصف داغگاه	
25	(نظم) امام غزالی	۷
	نامه امام غزالی به سلطان سنجر سلجوقی	
28	مسعود سعد سلمان لاهوری	۸
	(نظم) اوگرامی تراست، کُودانا است	

31	سیدالدین محمد عوفی	۹
	جوامع الحکایات	
34	نظامی گنجوی	۱۰
	پندها	
	(نظم)	
	تنهامانندن شیرین وزاری کردن وی	
	(نظم)	
38	مولانا جلال الدین رومی	۱۱
	موسیٰ و شبان	
	(نظم)	
43	حسن سجزی دهلوی	۱۲
	سُخنانِ خواجه نظام الدین اولیا	
47	امیر خسرو	۱۳
	غزلهای خسرو	
	(غزل)	
51	ضیاءالدین نخشبی	۱۳
	مُروراریدهایی از سِلکُ السُّلُوک	
53	خواجه حافظ شیرازی	۱۵
	غزلیات حافظ	
	(غزل)	
57	مولانا جامی	۱۶
	گزیده ای از بهارستان	
60	نورالدین محمد جهانگیر	۱۷
	گزیده ای از توزک جهانگیری	
64	حضرت سچل سرمست	۱۸

67	ملک الشعراء بہار	۱۹
	(منظومہ) نُرود پر پاکستان	۲۰
	(منظومہ) غزل	
72	(مکالمہ) درکلاس	
75	(منظومہ) نصیحت بہ فرزند	۲۱
77	فاطمہ جناح	۲۲
80	علامہ محمد اقبال	۲۳
	(منظومہ) محاورہ مابینِ خدا و انسان	
	(منظومہ) تنہائی	
85	داستانِ پرواز	۲۳
88	نیما یوشیج	۲۵
	(منظومہ) آمدِ بہاران	
91	نامہ ای بہ پسرَم	۲۶
95	(منظومہ) غزل	۲۷
97	راشد منہاس، نشانِ حیدر	۲۸
101	ارزش ورزش	۲۹
104	(مکالمہ) در کتابخانہ	۳۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

به نام خداوند بخشنده مهربان

ترجمه سُورَةُ الْحَمْدِ

به نام خداوند بخشنده مهربان.

ستایش خداوندی را سزا است که پروردگار جهان است.

بخشنده مهربان است.

مالک روز سزا و جزا است.

تنها تو را می پرستیم و تنها از تو یاری می طلبیم.

ما را به راه راست راهنمایی فرما.

راه کسانی که به آنان نعمت داده ای، نه راه آنان که بر ایشان محشم گرفته ای، و نه

راه گمراهان و سرگشتگان.

(دکتر مصطفی خرم دل: تفسیر نور)

فرهنگ

خشم: غصه، قهر و غضب

ستایش: تعریف

یاری: مدد

تنها: صرف

بخشنده: (بخش + نده) بخشش والا، بخشیدن مصدر: بخشش

سزا: قابل، اهل، لائق، مناسب، مزیدن مصدر - مناسب هونا

- می پرستیم : ہم پرستش کرتے ہیں، (پرستیدن : پوجنا)
 می طلبیم : ہم طلب کرتے ہیں، (طلبیدن : طلب کرنا)
 سزا و جزا : گناہوں کی سزا اور نیکیوں کا اجر
 بہ آنان : (بہ + آن + ان) اُن پر اُن کو
 خشم گرفتہ ای : تو ناراض ہوا ہے (خشم گرفتن : ناراض ہونا)
 سرگشتگان : آوارہ و گمراہ لوگ

تمرین

- ۱- "مالک سزا و جزا" سے کیا مراد ہے؟
 - ۲- اللہ نے کن لوگوں کو نعمتوں سے نوازا ہے؟
 - ۳- اس سبق میں اللہ کی کون کون سی صفات بیان کی گئی ہیں؟
 - ۴- اللہ کا قہر و غضب کن لوگوں کے لیے ہے؟
 - ۵- ہمیں کن لوگوں کے راستے پر چلنا چاہیے؟
- ۲-
- ۱- بخشندہ (بخش + ندہ) جیسے پانچ الفاظ لکھیے۔
 - ۲- گمراہ کی جمع گمراہان ہے تو سرگشتہ کی سرگشتگان کیوں ہے؟
 - ۳- مندرجہ ذیل افعال کیا ہیں؟ صیغے بھی بیان کیجیے :

می پرستیم ، دادہ ای ، فرما

نعت

خلاف پیمبر کسی ره گزید
که هرگز به منزل نخواهد رسید

کلیبی، که چرخ فلک طور اوست
همه نورها پرتو نور اوست

درود ملک بر روان تو باد!
بر اصحاب و بر پیروان تو باد!

نخستین ابوبکر، پیر مرید
عمر، پنجه بر پیچ دیو مرید

خردمند عثمان، شب زنده دار
چهارم علی، شاه دل‌دل سوار

خدایا! به حق بنی فاطمه
که بر قول ایمان گنی خاتمه

اگر دعوتم رد گنی، ور، قبول
من و دست و دامان آل رسول

ندانم کدامین سخن گویمت
که والاتری ز آنچه من گویمت

چه وصفت کند سعدی ناتمام
علیک الصلوة ای نبی السلام

فرہنگ

گزیدن : چنا ، منتخب کرنا	چرخ فلک : آسمان
دیو : شیطان	مرید : سرکش ، نافرمان ، باغی
ذُلْدُل : رسول کریمؐ کے ایک نچر کا نام	بہ حق : کے طفیل ، کے صدقے
بنی فاطمہ : حضرت فاطمہؑ کی اولاد	دعوتم : میری دعا
وَر : و اگر کا مخفف	گویمت : (گویم+ت) میں تجھے کہوں
عَلَيْكَ الصَّلَاةُ : آپ پر رحمت ہو	
پنجمہ بر پیچ : پنجمہ روڑنے والا ، گس بل نکال دینے والا	
شب زندہ دار : راتوں کو جاگ کر عبادت کرنے والا	

تمرین

- ۱- شاعر کے نزدیک خلاف سنت پر عمل کرنے والے کا کیا انجام ہوتا ہے ؟
- ۲- دوسرے شعر میں کون سی تلمیح ہے ؟
- ۳- خلفائے راشدین کی کیا کیا صفات بیان کی گئی ہیں ؟
- ۴- ”بنی فاطمہ“ سے کیا مراد ہے ؟
- ۵- شاعر نے اپنے آپ کو ”نا تمام“ کیوں کہا ہے ؟

۱- مندرجہ ذیل الفاظ کے آخری حروف کیا ہیں ؟

وصفت ، گویمت ، دعوتم

۲- ”نخواہد رسید“ کون سا فعل ہے ؟ پوری گردان لکھیے۔

۳- واحد سے جمع اور جمع سے واحد بنائیے ؟

پیغمبر ، نورہا ، ملک ، اصحاب ، پیروان ، دیو ، سخن

کلام خدا

در زمان حضرت پیغمبر اکرمؐ ، مرد ناشناسی وارد مکہ شد۔ این مرد خیلی دانا و با ہوش بود۔ تا آن زمان ، آنحضرتؐ ہنوز بہ مدینہ ہجرت نفرمودہ بود مشرکان مکہ ، مثل ہمیشہ ، فوری پیش آن مرد رفتند تا از او خواہش کنند کہ بہ حرفہای رسولِ اکرمؐ گوش فراندہد۔

بہ او گفتند: ”محمد ابنِ عبد اللہ را می شناسی ؟“

گفت: ”نخیر ، نمی شناسمش ، او کیست ؟“

”جوانی است از قبیلۂ قریش کہ می گوید: خدایی نیست جز خداوند یکتا و محمد پیغمبرش هست۔“ مشرکان گفتند۔

”عجب! دیگر چہ می گوید ؟“ مرد اصلاً باور نمی کرد۔

”دیگر این کہ بُتہا را نپرستید و از ستمگران اطاعت نکنید۔“

”راست می گویید ، واقعاً اینطور است ؟“

”بله ، صد در صد راست و حالا بندگان ما ، از ما اصلاً اطاعت نمی کنند و می گویند که ما مسلمان شده ایم و پیرو محمد صلی الله علیه و آله هستیم- غیر از خداوند یگانه هیچکس شایسته اطاعت ما نیست- از تو خواهش می کنیم که ---“

”بفرمایید ، چه خواهشی دارید ؟“

”همین که تا وقتی که در مکه هستی ، سعی نکن که با او ملاقات کنی !“

”آخر چرا ؟ چه عیبی دارد ؟“ اشتیاقِ مرد بیشتر شده بود.

”تو نمی دانی- او مردی است ساحر- هر کسی که حرفهایش را گوش می کند ، دیوانه و گمراه می شود.“

”خیلی خوب ، مسأله ای نیست- حرفهایش را گوش نمی کنم ولی خیلی دلم

می خواهد اقلأ آن ساحرِ بزرگ را ببینم ؟“

”خوب ، می توانی ببینی- بزوبه کعبه ، آنجا حتماً خواهد بود- این پنبه را در گوشه‌هایت بگذار- یادت نرود- مواظب باشی!“

آن مرد ، پنبه را گرفت و به سوی کعبه راه افتاد- همینکه وارد حرم شد ، دید که مرد با وقاری آنجا هست و زیر لب دارد چیزی می خواند.

”حتماً“ محمد بن عبدالله همین است.“ او فکر کرد و با خود گفت : ”باید حرف این

آقا را به دقت گوش کنم- اگر حرف حسابی می زند ، می پذیرم ، و الاً خیر!“

زمزمه ای به گوشش رسید- او گوش فراداد- از کلمات پُر معنی و زیبا لذت بُرد- انگار حرفهای محمد توی قلبش می نشستند ! جلورفت- خودش را معرفی کرد و گفت :

”کلمات شما بسیار جالب است- ممکن است برای من کمی بیشتر بخوانید ؟“

آری ، کسی که داشت حرف می زد ، حضرت محمد بود- آنحضرت لبخند زد و فرمود :

”این کلام ، مالِ من نیست بلکه کلامِ خدایِ من است کہ مرا بہ پیامبری برگزیدہ است۔ اینک کلامِ خدا را گوش کنید۔“

کلامِ عجیبی بود! او ہرگز کلامی مثلِ آن نشنیدہ بود۔ باشنیدنِ آن مات و مہوت ماند۔ وقتی بہ خود آمد ، فریاد زد :

”قبول دارم کہ این کلامِ شما نیست ، بلکہ کلامِ خدا است و شما پیامبرِ راستینِ وی ہستید!“ من بہ شما ایمان می آورم۔“

(دکتر معین نظامی)

فرہنگ

ناشناسی : (ناشناس-ی) کوئی / کوئی اجنبی	اصلاً : بالکل ، سرے سے
صد در صد : سو فی صد	یگانہ : واحد ، اکیلا ، یکتا
چہ عیبی دارد ؟ : کیا حرج ہے؟	غریب : اجنبی
مسألہ ای نیست : کوئی بات نہیں ہے	پنبہ : روئی
یادت نہرود : تجھے بھول نہ جائے	مواظب باشی : تو محتاط رہنا !
راہ افتادن : چلنا ، روانہ ہونا	ہمینکہ : جوئی
دارد می خواند : وہ پڑھ رہا ہے	بہ دقت : غور سے
حرف حسابی : معقول بات	وَالآ ، خیر : وگرنہ ، نہیں
لذت بُردن : لطف اندوز ہونا	جلورفتن : آگے بڑھنا
معرفی کردن : تعارف کرنا / کرانا	مات و مہوت : حیرت زدہ ، ہنگامتا

اقلاً : کم از کم

لبخند زدن : مُسکرانا

حتماً : یقیناً

نمی شناسمش : شناختن مصدر : پہچانا (نہ+می+شناس+م+ش) میں اس کو نہیں پہچانتا
 باور نمی کرد : باور کردن : یقین کرنا ، وہ یقین نہیں کر رہا تھا۔
 گوش می کند : گوش کردن ، سُننا ، سُننا ہے۔

انگار : انگاشتن مصدر : خیال کرنا (انگارَد - انگار : خیال کر) گویا ، جیسے
 بہ خود آمدن : آپے میں آنا / ہوش میں آنا
 راستین : (راست + ین) سچا ، برحق

تمرین

- ۱- اجنبی شخص آخضرتؑ کی خدمت میں ہجرت سے پہلے آیا تھا یا بعد میں ؟
- ۲- مشرکین مکہ کیوں نہیں چاہتے تھے کہ اجنبی آخضرتؑ سے ملے ؟
- ۳- مشرکین نے اجنبی کو آخضرتؑ کے بارے میں کیا بتایا ؟
- ۴- اجنبی آخضرتؑ سے کہاں ملا؟ آپؑ اس وقت کیا کر رہے تھے ؟
- ۵- اجنبی کیوں مسلمان ہو گیا ؟

۱- ناشناس (نا+شناس) کی طرح کی پانچ مثالیں لکھیے۔

۲- مشرکان (مشرک+ان) کی طرح مندرجہ ذیل الفاظ کی جمع بنائیے :

مرد، زن، شاعر، پیغمبر، کودک

۳- مندرجہ ذیل کلمات کے متضاد لکھیے :

ناشناس، مشترک، خوب، راستین، ایمان

کتاب

اگر باز جُوینی خطا از صواب
نیابی یکی همنشین چُون کتاب

ز کارِ جہانت دهد آگهی
بیاموزد تِ راه و رسم بھی

بود سویِ آزادگی رهنمون
گند مرد را دین و دانش فزون

کتاب است آیینہ روزگار
کہ بینی در آن رازها آشکار

چنین همنشین گر به دست آوری
نشاید کہ بگذاری و بگذری

(استاد بدیع الزمان فروزانفر)

فرہنگ

- صواب: صحیح ، درست ، اچھا بہسی : اچھائی ، بہتری
- رہنمون : راہنما بہ دست آوردن : حاصل کرنا
- بیاموزدَت : آموختن : سکھانا (بہ+آموزد+ت) تجھے سکھاتی ہے
- راہ و رسم : طور طریقے ، عادات و اطوار
- نشايد : شایستن : مناسب / لائق ہونا-شاید (نہ+شاید) نہیں چاہیے، مناسب نہیں ہے۔
- بگذاری و بگذری : گذاشتن : چھوڑنا ← گزارد ← گزار (بہ گزار + ی) تو چھوڑ دے۔
- گذشتن : گزرنا ، جانا-گذرد - گذر (بہ گذر + ی) تو چلا جائے

تمرین

- ۱- شاعر کے نزدیک بہترین ہمنشین کون ہے ؟
 - ۲- اس نظم میں کتاب کے کون کون سے فوائد بیان کیے گئے ہیں ؟
 - ۳- کتاب کو ”آئینہ روزگار“ کیوں کہا گیا ہے ؟
 - ۴- یہ نظم کس شاعر کی تخلیق ہے ؟
 - ۵- کتاب کے بارے میں فارسی میں پانچ مختصر جملے لکھیے ؟
- ۱- فعل اور صیغہ لکھیے۔

جوبی ، نیابی ، دھد ، گمند ، نشاید

۲- پیامِ مَورَدَت کے اجزا الگ الگ لکھیے۔

۳- مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی بیان کیجیے ؟

صواب ، بہی ، رہنمون ، فزون ، آشکار

سید علی ہجویریؒ

ابوالحسن علی بن عثمان جلابی ہجویری غزنوی، داتا گنج بخشؒ کے عوامی لقب سے معروف ہیں۔ آپ غزنی میں پیدا ہوئے۔ علوم و فنون کی تحصیل کے بعد راہِ سلوک پر گامزن ہوئے۔ اسلامی ممالک میں سیر و سیاحت کی اور سلطان مسعود غزنوی کے عہدِ حکومت (۴۲۱ھ - ۴۳۱ھ) میں لاہور تشریف لائے۔ آپ کی وجہ سے ہزاروں غیر مسلم نعمتِ اسلام سے بہرہ یاب ہوئے۔

آپ کی تاریخِ وصال کے بارے میں متعدد اقوال ہیں۔ نکلسن نے آپ کا سال وصال ۴۵۶ھ تا ۴۶۵ھ کا کوئی درمیانی سال کہا ہے۔ مولانا جامی نے وہ کتبہ جو آستانہ عالیہ پر نصب تھا، وہ اس میں لفظ سردار سے سال وصال بتاتے ہیں۔ محمد شفیع نے ۴۷۹ھ اور جیس قندھاری نے ۵۰۰ھ لکھا ہے۔ قرین قیاس ۴۶۵ھ تا ۴۶۹ھ کا کوئی درمیانی سال ہے۔

سید علی ہجویریؒ اپنے زمانے کے بہت بڑے عالم دین اور عظیم صوفی تھے۔ برصغیر میں اشاعتِ اسلام کے سلسلے میں آپ کی خدمات کے پیش نظر، برصغیر کے عوام آپ سے بے حد عقیدت رکھتے ہیں۔ آپ فارسی زبان کے ادیب اور شاعر بھی تھے۔ بہت سی تصنیفات تھیں، جو ضائع ہو گئیں۔ آپ کی اہم ترین کتاب

کشف الایجاب، خوش قسمتی سے آج بھی موجود ہے۔ تصوف و عرفان کے موضوع پر یہ کتاب، ہزاروں کتابوں پر بھاری ہے۔ ہر عہد کے اہل علم و نظر نے اس عظیم کتاب کو خراج تحسین پیش کیا ہے۔ فارسی میں اس موضوع پر یہ اپنی نوعیت کی پہلی کتاب ہے۔ اس کا انداز بیان بہت دلنشین اور اثر انگیز ہے۔ سید علی ہجویری کی تحریر، فارسی نثر کا دلکش نمونہ ہے۔

خلفای راشدین

بعد از انبیاء، بہترین اَنام خلیفۂ پیغمبر ابوبکر صدیقؓ بود۔ چون ابوبکرؓ را بہ خلافت بیعت کردند، وی بر منبر شد و اندر میان خطبہ گفت:

”بہ خدا کہ من بر امارت حریص نیستم و نبودم و ہرگز روزی و شبی، ارادت آن بر دلم گذر نکرد و مرا بدان رغبت نبود، و مرا اندر آن راحت نیست۔“

امام اہل تحقیق و اندر بحرِ محبت غریق عمر خطابؓ بود۔ پیغمبر گفت: ”حق بر زبان عمر سخن گوید۔“ از عمر می آرند کہ گفت: عُزَلْتُ، راحت بود از ہم نشینان بد۔ عمر از خواص رسولؐ و اندر حضرت حق بہ ہمہ افعالش مقبول بود۔

گوہر گنج حیا عثمان بن عفانؓ کہ وی را فضایل ہوید است۔ چون غوغا بر درگاہ وی مجتمع شد، غلامانش سلاح برداشتند، گفت: ”ہر کہ سلاح برنگیرد، از مال من آزاد است۔“

حسنؓ (بن علیؓ) گفت: ”یا امیر المؤمنین! من بی فرمان تو شمشیر نتوانم کشید، و تو امام برحق، مرا فرمان دہ تا بلای این قوم از تو دفع کنم۔“ وی را گفت: ”ای برادر زادہ من! باز گرد، و اندر خانہ خود بنشین تا فرمان خداوند و تقدیر چہ باشد، کہ ما را

به خُون ریختن حاجت نیست۔“

عم زاده مصطفیٰ و مقتدای اولیاء ابوالحسن علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ ، او را اندر این طریقت شأنی عظیم و درجہ ای رفیع بود۔

سائلی را ، کہ از وی پُرسیده بود کہ پاکیزہ ترین کسب ہا چیست ؟ ، گفت : ” غناء القلب باللہ “۔ و ہر دل کہ بہ خدای تعالیٰ توانگر باشد ، نیستی دنیاوی را درویش نگر داند و نیستی آن شادی نیاردش۔

(سید علی ہجویری)

فرہنگ

انام : لوگ ، عوام الناس	امارت : حکومت ، اقتدار
ارادت : ارادہ ، خیال	بدان : (بہ + آن) اُس کی طرف
هُویدا : واضح ، ظاہر ، روشن	غوغا : ہنگامہ ، باغیوں / بلوائیوں کا گروہ
مجتمع : جمع	سلاح : ہتھیار ، اس کی جمع اسلحہ ہے۔
دفع کردن : دُور کرنا ، ہٹانا	عم زادہ : چچا کا بیٹا
مقتدا : پیشوا ، امام	رفیع : بلند و برتر
کسب : پیشہ	غناء القلب : دل کا غنی ہونا ، استغناء
نیستی : نہ ہونا ، عدم	ہستی : ہونا ، وجود

تمرین

- ۱- داتا گنج بخش کا پورا نام اور ان کی مشہور کتاب کا نام بتائیے؟
- ۲- ”بہترین انام بعد انبیاء“ کون ہیں؟
- ۳- حضرت عثمانؓ نے حضرت امام حسنؓ سے کیا فرمایا تھا؟
- ۴- ”غناء القلب“ سے کیا مراد ہے؟
- ۵- سید علی ہجویریؒ کے حالات زندگی اور علمی و روحانی خدمات پر اردو میں مختصر نوٹ لکھیے؟

۱- مندرجہ ذیل الفاظ کے واحد لکھیے۔

افعال ، انبیاء ، فضائل ، اولیاء ، اسلحہ

۲- مندرجہ ذیل مرکبات کون سی قسم ہیں؟

بہترین انام ، امام اہل تحقیق ، غلامانش ، فرمان خداوند ، مقتدا ای اولیاء

فرخی سیستانی

علی نام، ابوالحسن کنیت اور فرخی تخلص تھا۔ ۳۷۰ ہجری قمری کے لگ بھگ سیستان جیسے دور افتادہ اور پسماندہ علاقے میں پیدا ہوا۔ فرخی کا باپ جولوغ، سیستان کے امیر خلف بانو کا غلام تھا۔ فرخی کو بچپن ہی سے شعر و شاعری کا شوق تھا۔ پہلے پہل وہ سلسلہ چغانیاں کے امیر ابوالمظفر کے دربار سے وابستہ رہا۔ بعد میں سلطان مسعود غزنوی کے دربار سے بھی وابستہ رہا۔ اُسے تین بار ہندوستان کے سفر کا موقع ملا۔ ۴۲۹ھ/۱۰۳۷ء میں وفات پائی۔

فرخی، غزنوی دور کے اہم ترین شاعروں میں شمار ہوتا ہے۔ اس دور میں قصیدہ مقبول ترین صنفِ سخن تھی۔ فرخی کی بنیادی وجہ شہرت بھی قصیدہ سرائی ہی ہے۔

قصیدہ لفظِ قصد سے نکلا ہے، جس کا مطلب ہے ارادہ یا توجہ کرنا۔ چونکہ یہ شاعری بادشاہوں کی مداحی کر کے انعام و اکرام حاصل کرنے کے ارادے سے کی جاتی تھی، اس لیے اس کا نام قصیدہ پڑ گیا۔ عموماً اس صنف کے یہ اجزا ہوتے ہیں :

- ۱- تشبیب یا نسیب : اسے تغزل بھی کہا جاتا ہے۔ اس میں مناظرِ فطرت، معاملاتِ عشق و محبت یا محافلِ عیش و نشاط کا بیان ہوتا ہے۔ یہ بہت ہلکی پھلکی، تروتازہ اور فرحت بخش قسم کی شاعری ہوتی ہے۔
- ۲- گریز یا مخلص : اس حصے میں شاعر تمہیدی اور غیر متعلق شاعری سے بڑے تعجب انگیز انداز میں اصل موضوع کی طرف رجوع کرتا ہے۔ موضوع کی تبدیلی کا یہ عمل جتنا غیر محسوس طریقے سے ہو، اتنا ہی زیادہ متاثر کن ہوتا ہے۔

۳- مدح : یہ قصیدے کا بنیادی یا مرکزی حصہ ہے۔ اس میں بادشاہ، شاہزادے، وزیر یا امیر کی توصیف و ستائش کی جاتی ہے۔ مبالغہ آمیز انداز میں اس کی قابلیت، شجاعت اور سخاوت کی تعریف کی

جاتی ہے۔ دربار، شکار اور جنگی فتوحات کا ذکر بھی ہوتا ہے۔

۴- مدعا یا تقاضا : اس حصے میں شاعر اپنی بد حالی کا ذکر کرتا ہے اور انعام و اکرام کا تقاضا کرتا ہے۔

۵- دعا : یہ قصیدے کا اختتامی حصہ ہوتا ہے۔ اس میں مدوح کو طویل عمر، طویل دور حکومت اور صحت و

سلامتی کی دعائیں دی جاتی ہیں۔

فارسی میں مدحیہ قصائد کے علاوہ دینی و مذہبی اور اخلاقی و عرفانی موضوعات پر بھی قصیدے لکھے گئے ہیں۔

قصیدہ نگاری میں رودکی، فرخی، عنصری، منوچہری، انوری، خاقانی، ظہیر فاریابی، امیر خسرو،

سنائی، عطار، سعدی، جامی، عرفی، فیضی، نظیری، طالب آملی، بیدل، غالب اور قآ آنی

کے نام نمایاں ہیں۔

قصیدے میں فرخی کا انداز بیان سادہ، رواں، رنگین اور شیریں ہے۔ اس کے قصائد کی تشابہات بہت

دلآویز ہیں۔ ان میں انتہائی خوبصورت منظر نگاری کی گئی ہے۔ فرخی کے کچھ قصیدے بہت مشہور ہیں۔

سومناٹ کی فتح پر لکھا جانے والا قصیدہ اُس کے فکر و فن کا شاہکار مانا جاتا ہے۔ فتح کشمیر کا تہنیتی قصیدہ بھی

بے مثال ہے۔ ایسے قصائد، برصغیر کی اسلامی تاریخ کا اہم ماخذ بھی ہیں اور کئی مؤرخین نے ان سے

استفادہ کیا ہے۔

فرخی نے قصیدے کی شکل میں، سلطان محمود غزنوی کا جو مرثیہ لکھا ہے، وہ انسانی جذبات کا بہترین

عکاس ہے۔ اس کا ایک ایک لفظ غم و اندوہ میں ڈوبا ہوا ہے۔ لب و لہجے میں سچا درد اور شدت اخلاص

موجزن ہے۔

فرخی کا قصیدہ ”داغ گاہ“ بھی فارسی کے بہترین قصائد میں شمار ہوتا ہے۔ اس میں فرخی کا فن درجہ کمال کو

پہنچا ہوا ہے۔ جمالِ فطرت کی منظر نگاری میں یہ قصیدہ بے مثال ہے۔ اس کی تشبیب میں سے کچھ اشعار

نصاب میں شامل کیے جا رہے ہیں۔

در وصفِ داغگاہ

چون پَرندِ نیلگون بر رُوی پوشد مرغزار
 پرنیانِ هفت رنگ اندر سر آرد کوهسار
 خاک را چون ناف آھو مُشک زاید بی قیاس
 بید را چون پَر طوطی برگ رُوید بی شمار
 دُوش، وقت نیم شب، بوی بہار آورد، باد
 خبّذا بادِ شمال و خرمّا بوی بہار
 سبزہ اندر سبزہ بینی چون سپہر اندر سپہر
 خیمہ اندر خیمہ بینی چون حصار اندر حصار
 رُوی ہامون سبز چون گردون ناپیدا کران
 رُوی صحرا سادہ چون دریای ناپیدا کنار
 (فرخی سیستانی)

فرہنگ

در وصف : کی تعریف میں
 نیلگون : (نیل + گون) نیلے رنگ کا
 پرنیان : مُنقش ریشمی کپڑا
 زاید : (زائیدن مصدر : پیدا ہونا) پیدا ہوتا ہے۔
 رُوید : روئیدن مصدر : اُگنا (اُگتا ہے)۔
 خبّذا : کلمہ تحسین و مسرت ، واہ واہ
 خرمّا : کلمہ تحسین و مسرت ، واہ واہ
 پَرند : ریشم، سادہ ریشمی کپڑا
 مرغزار : (مرغ + زار) سبزہ زار، چمن زار
 کوهسار : (کوہ + سار) پہاڑی علاقہ، پہاڑ
 بیقیاس : بے حساب، بہت زیادہ
 دُوش : گذشتہ رات
 بادِ شمال : شمال کی ہوا، بہار کی خوشگوار ہوا
 سپہر : آسمان

حصار : دیوار ، فصیل ، قلعہ
 ہامون : وسیع و عریض میدان ، جنگل
 گردون : آسمان
 کران : کنار ، سرا
 دریا : سمندر
 ناپیدا : جو ظاہر نہ ہو ، دکھائی نہ دینے والا
 داغگاہ : وہ جگہ جہاں شاہی گھوڑوں کو بطور نشان داغا جاتا تھا۔
 مُشک : ایک خوشبودار مادہ ، جو ایک خاص نسل کے ہرن کی ناف سے نکلتا ہے۔
 بید : لمبی اور سیدھی شاخوں والا ایک پودا ، جس پر پھول یا پھل نہیں آتے۔ عام طور پر مرطوب جگہوں پر
 اُگتا ہے۔

تمرین

- ۱- قصیدہ کیا ہوتا ہے ؟ فارسی قصیدے کے اہم شاعروں کے نام لکھیے ؟
 - ۲- ”پرد نیلگوں“ اور ”پرنیان ہفت رنگ“ سے کیا مراد ہے ؟
 - ۳- دوسرے شعر کے پہلے مصرعے کا مطلب واضح کیجیے ؟
 - ۴- سبق میں آنے والے مرکب اضافی اور مرکب توصیفی الگ الگ لکھیے ؟
 - ۵- سبق میں آنے والے استعارات اور تشبیہات الگ الگ کیجیے ؟
- ۲
- ۱- نیلگوں (نیل+گون)، مرغزار (مرغ+زار) اور کوہسار (کوہ+سار) جیسے پانچ پانچ الفاظ لکھیے ؟
 - ۲- بیقیاس (بی+قیاس) اور ناپیدا (نا+پیدا) جیسے پانچ پانچ الفاظ تحریر کیجیے ؟
 - ۳- فرخی سیستانی کی شاعرانہ صلاحیتوں کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں ؟

امام غزالیؒ

حجّت الاسلام ابو حامد محمد بن محمد غزالیؒ پانچویں صدی ہجری کے وسط میں ایران کے قدیم شہر طوس میں پیدا ہوئے۔ دینی اور ادبی علوم اپنے والد کے ایک دوست ابو حامد احمد رادکانی سے سیکھے۔ مزید تحصیل علم کے لیے نیشاپور گئے اور امام الحرمین ابوالمعالی جوینی سے فیض اٹھایا۔ فارغ التحصیل ہو کر ۴۸۳ھ میں مشہور سلجوقی وزیر نظام الملک طوسی کے قائم کردہ مدرسہ نظامیہ بغداد میں مدرس ہو گئے۔ چالیس برس کے تھے کہ حج کی سعادت حاصل کی۔ دس سال تک اسلامی ممالک کی سیاحت کی اور پھر وطن لوٹ آئے۔ کافی عرصہ مدرسہ نظامیہ نیشاپور میں تدریس کرتے رہے۔ شروع میں وہ منطق و فلسفہ جیسے عقلی علوم کے زیر اثر زاہد خشک تھے۔ بعد میں اللہ نے انہیں معرفت کی روشنی عطا فرمائی اور وہ بہت بڑے صوفی بن گئے۔ ان کی ساری زندگی باطل عقائد کی تردید میں صرف ہوئی۔

انہوں نے کردار سازی کی ضرورت پر زور دیا۔ اسلامی تصوف کو مقبول عام بنانے میں ان کی کوششوں کا بڑا حصہ ہے۔ وہ آخری عمر میں گوشہ نشین ہو گئے تھے۔ انہوں نے ۵۰۵ھ / ۱۱۱۱ء میں وفات پائی۔

غزالی، عالم اسلام کے جلیل القدر عالم دین اور عظیم المرتبت صوفی دانشور ہیں۔ انہوں نے مختلف اسلامی موضوعات پر، عربی اور فارسی میں تقریباً ستر کتابیں لکھیں۔ ان کی مشہور کتاب ”کیمیائے سعادت“ ہے، جو ان کی شہرہ آفاق عربی کتاب ”احیاء العلوم“ کا فارسی خلاصہ ہے۔

سلطان سنجر سلجوقی جیسے صاحب جاہ و جلال بادشاہ کے نام آپ کا ایک خط آپ کی عظمت کردار کا آئینہ دار ہے۔ اس سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کلمہ حق کہنے کو فرض عین جانتے تھے اور عوام الناس کے مسائل کو بہت درد مندی سے محسوس کرتے تھے۔

نامہ امام محمد غزالی بہ سلطان سنجر سلجوقی

ایزد تعالیٰ ملک اسلام را از مملکت دنیا برخوردار گنناد و آنگاہ در آخرت پادشاہی ای دہاد کہ پادشاہی روی زمین دروی حقیر و مختصر گردد !

همت بلند دار! چنان که اقبال و دولت و نَسَبَت بلند است و از خدای تعالی جز به پادشاهی جاویدان قناعت مکن.

رسول الله صلی الله علیه وسلم می فرماید: "یک روزه عدل از سلطان عادل، فاضل تر است از عبادت شصت ساله" و امروز به حدی رسیده است که عدل یک ساعت، برابر عبادت صد سال است.

بر مردمان طوس رحمتی گن که ظلم بسیار کشیده اند، و غله به سرما و بی آبی تباه شده، و درخت های صد ساله از اصل خشک شده، و هر روستائی را هیچ نمانده مگر پُوستینی و مُشتی عیال گرسنه و برهنه، و اگر از ایشان چیزی خواهد همگان بگریزند و در میان گوه ها هلاک شوند.

این داعی، بدان که پنجاه و سه سال غم بگذشت. چهل نسال در دریای غلوم دین غواصی کرد تا به جائی رسید که سخن وی از اندازه فهم بیشتر اهل روزگار در گذشت. در علوم دینی نزدیک هفتاد کتاب کرد. پس دنیا را چنان که بود، بدید و به جملگی بینداخت. و مدتی در بیت مدنی در بیت المقدس و مکه قیام کرد و بر سر مشهد ابراهیم صلوات الله علیه عهد کرد که پیش هیچ سلطان نرود و مال سلطان و مناظره و تعصب نکند، و دوازده سال بدین عهد وفا کرد! اکنون شنیدم که از مجلس عالی اشارتی رفته است به حاضر آمدن، فرمان را به مشهد رضاً آمدم، و نگاهداشت عهد خلیل را به لشکر گاه نیامدم!

ایزد تعالی بر زبان و دل عزیز آن را ناد که فردا در قیامت از آن خجل نباشد و امروز اسلام را از آن ضعف و شکستگی نباشد!

(امام غزالی)

فرہنگ

ایزد : اللہ	ملک اسلام : بادشاہ اسلام
کناد : کرے (دعا سے) [گن + اد]	اقبال : بخت
نسب : خاندان	فاضل تر : افضل
بی آبی : خشک سالی	روستائی : دیہاتی
ہمگنان : تمام ، سب	غواصی کردن : غوطہ لگانا
بہ جملگی : مکمل طور پر	نگہداشت : حفاظت
ضعف : کمزوری	

پُوستین : چمڑے کا لباس ، عام لباس مراد ہے۔

مُشتی : (مُشت + ی) مٹھی بھر ، کچھ

عیال : اہل خانہ ، بیوی بچے

داعی : دعوت دینے والا ، خود مصنف مراد ہے۔

فرمان را : فرمان کے تحت ، حکم کی تعمیل میں

تمرین

-۱

۱- خط کے شروع میں کیا دُعا دی گئی ہے ؟

۲- عدل و انصاف کی کیا اہمیت بیان کی گئی ہے ؟

۳- امام غزالیؒ نے بادشاہ سے کن لوگوں کی سفارش کی ہے ؟

۴- امام غزالیؒ نے حضرت ابراہیمؑ کے مزار پر کیا عہد کیا تھا ؟

۵- مشہد امام رضاؑ کہاں واقع ہے ؟

۲-

۱- گناد ، دھاد اور راناد جیسے پانچ الفاظ لکھیے۔

۲- مندرجہ ذیل افعال پہچانیے ، مصادر اور صیغے بھی بتائیے :

قناعت مکن ، رسیدہ است ، کشیدہ اند ، نیامدم ، شنیدم

۳- امام غزالیؒ اور ان کی دینی خدمات کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں ؟

مسعود سعد سلمان لاہوری

برصغیر کے عظیم فارسی شاعر مسعود بن سلمان ۴۴۰ھ کے لگ بھگ لاہور میں پیدا ہوئے۔ اُن کے آباء و اجداد ایران کے شہر ہمدان سے آئے تھے۔ انہوں نے مروجہ علوم و فنون میں کمال حاصل کیا۔ اُس زمانے میں، موجودہ پاکستان غزنوی سلطنت کا حصہ تھا۔ چنانچہ وہ غزنوی دربار سے وابستہ ہوئے۔ سلطان ابراہیم غزنوی (۴۵۱-۴۹۲ھ) نے حاسدین کے اُکسانے پر، اپنے باغی بیٹے سیف الدولہ سے دوستی کی بنا پر مسعود کو قید کر دیا۔

انہوں نے اپنی عمر کے اٹھارہ سال مختلف قید خانوں میں کاٹے اور قید تہائی کی اذیت سہی۔ انہیں ۵۰۰ھ میں رہائی ملی اور وہ غزنی کی شاہی لائبریری کے انچارج مقرر ہوئے۔ ۵۱۵ھ میں اُن کا انتقال ہوا۔

ان کا شمار بزرگ برصغیر کے قدیم ترین اور عظیم ترین قصیدہ نگاروں میں ہوتا ہے۔ قید و بند میں کی جانے والی شاعری ”حبسیہ“ کہلاتی ہے۔ حبسہ نگاری میں وہ آج تک حرف آخر سمجھے جاتے ہیں۔ انہوں نے قصیدے کو مدح، ستائش اور خوشامد

چاپلوسی کے بجائے، اپنے احساسات و جذبات کی ترجمانی کے لیے استعمال کیا۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کا کلام سادہ و رواں بھی ہے اور منفرد بھی۔ ان کی شاعری میں اخلاقی موضوعات بھی کثرت سے ملتے ہیں انہوں نے ”بارہ ماہہ“ جیسی خالص ہندوستانی صنف سخن کو پہلی بار فارسی میں رائج کیا۔ فارسی کا پہلا معلومہ ”شہر آشوب“ اور پہلا ”مستزاد“ بھی انہی سے منسوب ہے۔

مسعود سعد سلمان کی شاعری فصاحت و بلاغت کا حسین نمونہ ہے۔ اخلاص، سادگی اور درد و سوز کی فراوانی اُن کے کلام کی نمایاں خصوصیات ہیں۔ انہیں یہ سعادت بھی حاصل ہے کہ اُن کا دیوان، فارسی کے عظیم صوفی شاعر حکیم سنائی غزنوی نے مرتب کیا۔

زیر نظر تصدیق میں انہوں نے اپنا دکھ درد بیان کیا ہے اور دامنِ امید بھی ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ اخلاقی نکات کی طرف بھی توجہ دلائی ہے اور زمانے کا مردانگی سے مقابلہ کرنے کا درس بھی دیا ہے۔

اُوگرامی تراست، گو داناست

ہیچ دانسی کہ در زمانہ کراست؟
 کہ ہر امروز را ز پس، فرداست
 اُوگرامی تراست، گو داناست
 عادت من، نہ عادت شعراست
 نہ تنازاست شعر من، نہ ہجاست
 گلہ کردن ز روزگار چراست
 کز تن ماست آنچه بر تن ماست
 نشنیدی کہ خار با خرماست

این چُنین رنج کز زمانہ مراست
 ای تن! آرام گیر و صبر گزین
 ہمہ از آدمیم ما، لیکن
 گرچہ پیوستہ شعر گویم من
 نہ طمع کردہ ام ز کیسہ کس
 ہمچو ما، روزگار مخلوق است
 گلہ از ہیچ کس نباید کرد
 صعب باشد پس ہر آسانی

مَکْرَمَتِ کُن کہ بگذرد همه چیز
مکرمت پایدار در دُنیاست

(مسعود سعد سلمان)

فرہنگ

کُو : ”کہ او“ کا مخفف، کون، کوئی
کرا : ”کہ را“ کا مخفف، کس کو کس کے لیے؟ پیوستہ : ہمیشہ
کیسہ : تھیلی، جیب
تقاضا : مطالبہ، درخواست
ہجَا : ہجو، مذمت
صَعَب : مُشکل، پریشانی، تکلیف
مَکْرَمَت : لطف و کرم، عفو و درگزر
خُرْمَا : کھجور
گیر : گرفتن مصدر : پکڑنا، اختیار کرنا - فعل امر : اختیار کر
گزین : گزیدن مصدر : چُنا، انتخاب کرنا - فعل امر : انتخاب کر

تمرین

- ۱- دوسرے شعر میں شاعر نے اپنے آپ کو کیا نصیحت کی ہے؟
- ۲- شاعر کے نزدیک معیارِ فضیلت کیا ہے؟
- ۳- آخری شعر میں شاعر نے کیا نصیحت کی ہے؟
- ۴- ”کز تن ماست، آنچه بر تن ماست“ سے کیا مراد ہے؟
- ۵- مسعود سعد سلمان کی شاعری پر تبصرہ کیجیے؟

- ۱- مندرجہ ذیل الفاظ کی جمع بنائیے ؟
رنج ، تن ، شعر ، کیسہ ، خار
- ۲- مندرجہ ذیل افعال امر کیسے بنے ؟ ان سے فعل نہیں بنائیے ؟
گیر ، گزین ، گن
- ۳- ” کردہ ام “ کون سا فعل ہے ؟ گفتن مصدر سے اس فعل کی گردان لکھیے ؟

سَدِيدُ الدِّينِ مُحَمَّدِ عَوْفِي

یقینی سال ولادت معلوم نہیں۔ ۵۶۷ سے ۵۷۲ ھ کے درمیانی عرصے میں بخارا میں پیدا ہوئے۔ صحابی رسول حضرت عبدالرحمان بن عوف کی اولاد میں سے تھے۔ اسی لیے ”عوفی“ کہلائے۔ بخارا کے نامور علماء سے تعلیم حاصل کی۔ ۵۹۷ ھ میں کسبِ معاش کے لیے وطن سے نکل کھڑے ہوئے۔ مختلف درباروں میں ملازمتیں کیں۔ سمرقند ، خوارزم ، نیشاپور اور سجستان میں بھی رہے۔ بعد میں برصغیر پاک و ہند چلے آئے اور حاکم سندھ ناصر الدین قباچہ کے دربار میں رہے۔ سال وفات بھی معلوم نہیں، البتہ یہ طے ہے کہ ۶۳۰ ھ تک ضرور زندہ رہے۔

عوفی ، فارسی کے اہم ترین نثر نگاروں میں شمار ہوتے ہیں۔ اُن کی کتاب ” لبابُ الالباب “ فارسی شعراء کا پہلا تذکرہ ہے۔ اس کی زبان قدرے مشکل ہے۔ ان کی دوسری اہم کتاب کا نام ” جوامعُ الحکایات “ و ” لَؤمَعُ الرّوايَات “ ہے۔ اسے اُن کا شاہکار کہنا چاہیے۔ یہ کتاب ، فارسی نثر کی بہترین کتابوں میں شمار ہوتی ہے۔ اس کا اسلوب نگارش بہت سادہ اور رواں ہے۔

عوفی کی دونوں کتابیں ، تاریخی حوالے سے بھی بہت اہم ہیں۔ جوامعُ الحکایات کا مختصر انتخاب شاملِ نصاب کیا جا رہا ہے۔

جوامع الحکایات

روزی ، انوشیروان بہ شکار رفتہ بود، و در آن صحرا پیری را دید کہ درخت جوز می نشانند۔ گفت: ”ای پیر! چہ می گنی؟“
 گفت: ”درخت جوز می کارم!“ انوشیروان گفت: ”تو مردی پیری، چہ طمع می داری کہ براین بخوری۔“ گفت: ”کسان کشتند و خوردیم، کاریم و خورند!“
 انوشیروان را خوش آمد و گفت: ”زہ!“
 و عادت نوشیروان آن بودی کہ از ہر کس کہ سُخنی شنیدی وزہ گفتی، او را، در حال چہار ہزار درم صلت دادندی۔ پس پیر را چہار ہزار درم بدادند۔ پیر گفت:
 ہیچکس دیدی کہ درخت کشت و بر آن زود تر بہ وی رسید کہ بہ من؟“ نوشیروان
 گفت: ”زہ!“ او را چہار ہزار درم دیگر بدادند۔ پیر گفت: ”بہ اثر نظر پادشاہ،
 این درخت من بہ یک سال دو بر آورد۔“ نوشروان گفت: ”زہ!“ و او را چہار ہزار درم
 دیگر بدادند۔“

آورده اند کہ شہیدی شاعر روزی نشستہ بود و کتابی می خواند۔ جاہلی بہ نزد او
 در آمد و سلام کرد و گفت: ”خواجہ تنها نشستہ است!“ گفت: ”تنہا اکنون گشتم
 کہ تو آمدی، از آن کہ بہ سبب تو از مطالعہ کتاب باز ماندم!“

خواجہ ای بود عظیم بخیل، و غلامی داشت کہ بہ ہزار دینار خریدہ بود، و او بہ ہزار
 درجہ از خواجہ بخیل تر بود۔ روزی خواجہ گفت: ”ای غلام! نان بیاور و در ببند!“
 غلام گفت: ”ای خواجہ بر زبان تو خطا رفت۔ واجب کردی کہ گفتی در ببند و نان
 بیاور کہ آن بہ حزم نزدیکتر بودی۔“ خواجہ این دقیقہ از غلام بیسندید و او را
 آزاد کرد۔

فرہنگ

جوز : اخروٹ	گسان : گس کی جمع، دوسرے لوگ
زہ : بہت خوب، واہ، آفرین	صلت : صلہ ، انعام
بر : پھل	عظیم بخیل : بہت زیادہ کنجوس
واجب کردی : ضروری تھا، بہتر ہوتا	حزم : احتیاط
دقیقہ : نکتہ ، نازک بات	
بر زبان تو خطا رفت : تیری زبان سے غلط بات نکل گئی۔	

تمرین

- ۱- پہلی حکایت ہمیں کیا اخلاقی سبق سکھاتی ہے؟
- ۲- نوشیروان نے بوڑھے کو تین بار انعام کیوں دیا؟
- ۳- شہیدی شاعر نے مطالعہ کتاب چھوٹ جانے پر اپنے آپ کو تنہا کیوں کہا؟
- ۴- کنجوس غلام نے اپنے کنجوس آقا سے کیا کہا؟
- ۵- پہلی حکایت کو آسان فارسی میں لکھیے :

-۲

- ۱- مندرجہ ذیل افعال کون سے ہیں؟
رفتہ بود ، می نشاند ، می گنی ، خوردیم ، نشسته است

۲- زودتر (زود+تر) جیسے پانچ الفاظ لکھیے۔

۳- تیسری حکایت میں سے افعال امر کی نشاندہی کیجیے۔

نظامی گنجویؒ

حکیم جمال الدین ابو محمد الیاس نظامی کا سال ولادت ۵۳۶ھ ہے۔ شہر گنچہ کی نسبت سے گنجوی کہلائے۔ عالم و فاضل آدمی تھے۔ ہم عصر بادشاہ اور امراء اُن کا احترام کرتے تھے۔ وہ عمر بھر شاہی درباروں سے پرہیز کرتے رہے، اور نیک نامی و پاکبازی کی زندگی گزار کر ۶۱۴ھ میں انتقال کر گئے۔ ان کا مزار آزاد جمہوریہ آذربائیجان کے شہر گنچہ میں ہے۔

نظامی کی وجہ شہرت اُن کی پانچ مثنویاں ہیں جو ”خمسہ نظامی“ یا ”پنج گنج“ کے نام سے معروف ہیں۔ انہی مثنویوں کی بدولت انہیں فارسی ادب کا سب سے بڑا داستان سرا کہا جاتا ہے۔ ان کی مثنویوں کے نام یہ ہیں :

مخزن الاسرار ، خسرو و شیرین ، لیلیٰ و مجنون ، بہرام نامہ یا ہفت پیکر یا ہفت گنبد اور سکندر نامہ ، جس کے دو حصے ہیں : شرف نامہ اور اقبال نامہ۔

خمسہ نظامی کی تقلید میں امیر خسرو ، خواجو کرمانی ، مولانا جامیؒ فیضی اور عرفی جیسے عظیم شعراء نے مختلف مثنویاں لکھیں۔ ہر دور میں کئی نامور شعراء خمسہ نظامی کی تقلید میں طبع آزمائی کرتے رہے ہیں۔

نظامی کی مثنویوں میں خوبصورت مناظر ، دلچسپ مکالمے اور واقعات کا ڈرامائی اُتار چڑھاؤ ملتا ہے۔ اُن کی تشبیہات و استعارات میں سادگی اور رنگینی ہوتی ہے۔ انسانی جذبات و احساسات کی بھرپور ترجمانی میں انہیں کمال حاصل ہے۔ بیان میں زور و لہجہ اور اثر آفرینی ہے۔

مثنوی کا لفظی مطلب دودو یا جوڑا جوڑا ہے، چونکہ اس کے ہر شعر کے دونوں مصرعے آپس میں ہم قافیہ ہوتے ہیں، اس لیے اسے مثنوی کہا جاتا ہے۔ یہ فارسی کی خاصی مقبول صنفِ سخن ہے اور عام طور پر کسی نظریے، واقعے یا کہانی کو نظم کرنے کے لیے

بہترین صنف ہے۔ جس مثنوی میں بادشاہوں کی تاریخ اور ان کی جنگوں کی داستانیں بیان کی جائیں، اسے رزمیہ مثنوی کہا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں فردوسی طوسی کی مثنوی شاہنامہ بہت معروف ہے۔ عشق و محبت اور عیش و نشاط کی داستانوں پر مشتمل مثنوی رزمیہ کہلاتی ہے۔ رزمیہ مثنوی کے حوالے سے نظامی گنجوی کے علاوہ امیر خسرو، کرمانی اور جامی کے نام بہت اہم ہیں۔

فلسفیانہ، اخلاقی اور صوفیانہ موضوعات کی حامل مثنویوں میں سنائی، عطار، محمود شبستری، سعدی، اوحدی اور علامہ اقبال کی مثنویاں نمایاں ہیں۔

(۱)

پندھا

صُحبتی جُوی کز نگو نامی
در تو آرد نگو سرانجامی

عیبِ یک ہم نشست باشد و بس

کافگند نام زشت بر صد کس

چون رسد تنگی ای ز دورِ دو رنگ

راہ بردل فراخ دار، نہ تنگ

بس گرہ گو کلیدِ پنهانی است

بس دُرُشتی کہ دروی آسانی است

هُنر آموز کز هُنر مندی

در گشائی گنی، نہ در بندی

هر که ز آموختن ندارد ننگ
 دُر بر آرد ز آب و لعل از سنگ
 وان که دانش نباشدش رُوزی
 ننگ دارد ز دانش آموزی

(هفت پیکر نظامی)

(۲)

تنها ماندن شیرین و زاری کردن وی

که بُود آن شب بر او مانند سالی	به تنگ آمد شبی از تنگ حالی
شده خورشید را مشرق فراموش	گرفته آسمان، شب را در آغوش
چراغش چون دل شب تیره مانده	دل شیرین دران شب خیره مانده
شب است این یا بلای جاودانه؟	زبان بکشاد و گفتا: "ای زمانه!
که امشب چون دگر شبها نگردي	چه افتاد؟ ای سپهرِ لاجوردی
مرا، یا زود گش، یا زود شوروز	شبا! امشب جوانمردی بیاموز
نه از نورِ سحر بینم نشانی	نه زین ظلمت همی یا بَمِ امانی
همه شب می گنم چون شمع، زاری	من آن شمع که در شب زنده داری

بخوان، ای مُرغ! اگر داری زبانی

بخند، ای صبح! اگر داری دهانی

(خسرو و شیرین نظامی)

فرہنگ

صحبت : دوستی ، ساتھ	نکو نامی : نیک نامی
نکو سرانجام : اچھا انجام	ہم نشست : ساتھ بیٹھنے والا ، دوست
زشت : بُرا	دورِ دورنگ : دوغلا زمانہ
دُرُشتی : سختی ، مصیبت	ننگ داشتن : شرمانا ، عار محسوس کرنا
رُوزی : قسمت ، نصیب	خیرہ : حیران و پریشان
تیرہ : تاریک	لاجوردی : نیلے رنگ کا
شب زندہ داری : رتجگا	دھان : مُنہ
بہ تنگ آمدن : تنگ آجانا ، پریشانی اور بیزاری کی انتہا ہو جانا	

تمرین

- ۱- بُری صحبت کا کیا نقصان بیان کیا گیا ہے ؟
- ۲- علم و فن کا حصول کیوں ضروری ہے ؟
- ۳- تاریک رات کی تنہائی میں شیریں کی کیا کیفیات بتائی گئی ہیں ؟
- ۴- ”شدہ خورشید را مشرق فراموش“ سے کیا مراد ہے ؟
- ۵- سبق میں آنے والی تشبیہات کی وضاحت کیجیے۔

- ۱- ہم نشست (ہم+نشست) جیسے پانچ الفاظ لکھیے۔
- ۲- مثنوی سے کیا مراد ہے؟ اہم فارسی مثنوی نگاروں کے نام لکھیے۔
- ۳- نظامی گنجوی کی شاعری پر تبصرہ کیجیے۔

مولانا جلال الدین رومیؒ

آپ کا نام محمد اور لقب جلال الدین تھا۔ ۶۰۴ھ میں بلخ میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام محمد بن حسین تھا۔ جو سلطان العلماء بہاء الدین ولد کے لقب سے مشہور تھے اور اپنے عہد کے عظیم علماء اور واعظین میں شمار ہوتے تھے۔ تصوف و عرفان سے اُن کو گہرا لگاؤ تھا اور وہ شیخ نجم الدین گبرائی کے خلفاء میں سے تھے۔

سلطان محمد قطب الدین خوارزمشاہ کے ساتھ اختلاف رائے کی وجہ سے آپ نے وطن سے ہجرت کی، نیشاپور، بغداد اور دمشق گئے۔ فریضہ حج ادا کیا۔ موجودہ ترکی کے شہر قونیہ میں سکونت پذیر ہوئے۔ مولانا جلال الدین رومی اس وقت بہت چھوٹے تھے۔

انہوں نے عقلی و نقلی علوم اپنے والد محترم سے پڑھے۔ والد کی وفات کے بعد اُن کے عزیز شاگرد شیخ برہان الدین محقق ترمذی سے کسب فیض کیا۔ دمشق اور حلب کے مدارس میں تعلیم مکمل کی اور دوسرے علماء اور فہما کی طرح درس و تدریس میں مشغول ہو گئے۔ وہ اپنے زمانے کے سب سے بڑے عالم دین، عظیم مفتی اور مقبول ترین واعظ شمار ہونے لگے۔

۶۴۲ھ میں اُن کی زندگی کا اہم ترین واقعہ رونما ہوا۔ اُن کی ملاقات حضرت شمس الدین تبریزی جیسے صوفی باصفا و عارف کامل سے ہوئی اور آپ کی زندگی کا رخ ہی بدل گیا۔ ریاضت و مجاہدہ میں مشغول ہو گئے۔ درس و وعظ کی مصروفیات ترک کر دیں، اور شب و روز شمس تبریزی کی محبت میں سرمست رہنے لگے۔

پیرو مُرشد کی نظر کرم کے طفیل روحانیت کے اعلیٰ ترین مراتب پر فائز ہوئے۔ ۶۷۲ھ میں، قونیہ میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔ تصوف کا سلسلہ مولویہ آپ ہی سے منسوب ہے۔

آپ فارسی کے عظیم ترین شعراء میں شمار ہوتے ہیں۔ فکری و فنی اعتبار سے آپ کا کلام غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے۔ تقریباً ۲۶ ہزار اشعار پر مشتمل ”مثنوی معنوی“ آپ کی اہم ترین تخلیق ہے۔ یہ اسلامی تصوف پر سب سے جامع اور مؤثر ترین مثنوی ہے جس نے علامہ اقبال جیسے عظیم مفکر کو اتنا متاثر کیا کہ وہ اپنے آپ کو مولانا کا ادنیٰ عقیدت مند کہنے میں فخر محسوس کیا کرتے تھے۔

مثنوی معنوی کے چھ دفتر ہیں، جو ۶۵۸ھ سے ۶۶۶ھ تک کے درمیانی عرصے میں مکمل ہوئے۔ اس میں اخلاقی موضوعات بڑے دلنشین انداز میں پیش کیے گئے ہیں۔ تصوف و عرفان کے نازک اور مشکل مسائل کا بیان بھی انتہائی سادہ اور مؤثر انداز میں کیا گیا ہے۔ سمجھانے کی غرض سے جا بجا مثالیں اور دلچسپ حکایات دی گئی ہیں۔ مثنوی کے مضامین میں روایتی تسلسل نہیں ہے۔ عام روش کے مطابق ابواب بھی نہیں بنائے گئے۔ اسی لیے اس میں بناوٹ کا احساس نہیں ہوتا۔ بات سے بات نکلتی چلی جاتی ہے اور پڑھنے یا سننے والے کے دل و دماغ میں گھر کر لیتی ہیں۔

مولانا روم کی غزلوں اور رباعیوں کا دیوان، دیوان شمس تبریزی کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں تقریباً ساٹھ ہزار ابیات ہیں۔ سادگی، سلاست، درد و سوز، کیف و مستی اور بے مثال موسیقیت اُن کی غزلوں کی نمایاں خصوصیات ہیں۔

اُن کے ملفوظات کا مجموعہ ”فیہ مافیہ“ بھی بہت اہم ہے۔

مولانا جلال الدین رومی تصوف کے بہت بڑے مفکروں میں شمار ہوتے ہیں۔ عالم اسلام کے علاوہ پورے یورپ کے ارباب دانش نے بھی آپ کی عظمتوں کو خراج تحسین پیش کیا ہے۔

”مثنوی معنوی“ میں سے ایک حکایت ”موسیٰ و شبان“ اس کتاب کے لیے منتخب کی گئی ہے۔ اس حکایت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ اعمال کا دار و مدار نیت پر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ دلوں کے بھید جانتا ہے اور دلوں میں موجزن اخلاص و محبت کو پسند فرماتا ہے۔ خدایوں و رحیم ہے اور مخلوق کی نا سمجھی سے صرف نظر کرتا ہے۔ اس کہانی میں ضمناً انسانوں سے محبت و احترام سے پیش آنے کا درس بھی دیا گیا ہے۔

موسئی و شبان

دید موسئی یک شبانی را به راه
کوهمی گفت: "ای خدا وای الله

تو کجایی تا شوم من چاکرت
چارقت دوزم، گنم شانهِ سرت
دستگت بوسم، بمالم پایکت
وقت خواب آید، بروم جایکت

گر ترا بیماری ای آید به پیش
من ترا غمخوار باشم همچو خویش
ای خدای من، فدایت جان من
جمله فرزندان و خان و مان من

ای فدای تو همه بُزهای من
ای به یادت هی هی و هیهای من"
زین نمط بیهوده می گفت آن شبان
گفت موسئی: با که آستی ای فلان؟

گفت: "با آن کس که ما را آفرید
این زمین و چرخ از او آمد پدید"
گفت موسئی: "های، خیره سرشدی
خود مسلمان ناشده، کافرشدی

گر نَبندی، زین سُخن، تو حلق را
آتشی آید، بسوزد خَلق را

گفت: "ای موسی! دهانم دُوختی
وز پیشیمانی، تو جانم سُوختی

جامه را بدید و آهی کردتفت

سر نهاد اندر بیابانی و رفت

وحی آمد سوی موسی از خدا

"بنده ما را چرا کردی جدا؟"

تو برای وصل کردن آمدی

نی برای فصل کردن آمدی

ما برون را بنگریم و قال را

ما درون را بنگریم و حال را"

چون که موسی این عتاب از حق شنید

در بیابان از پی چوپان دوید

عاقبت، دریافت او را و بدید

گفت مُژده ده که: "دستوری رسید

هیچ آدابی و ترتیبی مَجْوی

هر چه می خواهد دل تنگت، بگوی!"

فرہنگ

شَبان : گڈریا ، چرواہا	گُو : ” کہ او “ کا مخفف
ہمی گفت : کہہ رہا تھا	چا رُق : چرواہوں والا جوتا
بُزھا : بکریاں	ہی ہی وہیہا : ہانکنے کی آوازیں
زین نَمَط : اسی طرح سے ، یوں	خیرہ سر : دیوانہ ، پاگل
تَفَت : گرم	وصل کردن : ملانا
فصل کردن : جڈا کرنا	برون : ظاہر
قال : گفتگو، ظاہر	درون : باطن
حال : کیفیت، نیت، باطن	چوپان : چرواہا
مژدہ دہ : خوش خبری دینے والا (اسم فاعل)	دستور : حکم ، فرمان ، اجازت
دستکت : تیرے ننھے مئے ہاتھ (دست + ک تصغیر + ات)	تیرے پیارے پیارے ہاتھ
پایکت : تیرے ننھے مئے پاؤں (پای + ک + ت)	تیرے پیارے پیارے پاؤں

تمرین

- ۱۔ چرواہا کیا کہہ رہا تھا ؟
- ۲۔ حضرت موسیٰ نے اُس سے کیا کہا ؟
- ۳۔ حضرت موسیٰ پر کیا وحی آئی ؟
- ۴۔ آخری شعر کی تشریح لکھیے۔
- ۵۔ یہ اشعار کس صنفِ سخن میں لکھے گئے ہیں ؟

- ۱- مندرجہ ذیل الفاظ کے اجزا الگ الگ کیجیے اور ان کے معانی لکھیے :
- شہابی ، دستکت ، یادت ، کردی ، مجوی
- ۲- مندرجہ ذیل افعال کے مصادر اور مضارع لکھیے :
- دوزم ، سوختی ، بدرید ، ننگریم ، مجوی
- ۳- مولانا جلال الدین رومیؒ پر ایک جامع نوٹ لکھیے۔

حَسَن سَجَزِي دَهْلَوِي

آپ کا نام نجم الدین اور حسن تخلص تھا۔ نسبی لحاظ سے قریشی اور ہاشمی تھے۔ ان کے آباء اجداد عرب سے بھتان اور پھر ہندوستان منتقل ہوئے۔ یہیں ، ۶۵۲ھ میں ، بدایوں میں حسن کی ولادت ہوئی۔ دہلی میں تعلیم و تربیت حاصل کی۔ شہزادہ محمد اور سلطان علاء الدین خلجی کی ملازمت میں رہے۔ ۷۲۷ھ میں دہلی میں وفات پائی۔

حسن دہلوی اپنے عہد کے عظیم چشتی شیخ طریقت حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے جاں نثار مرید اور حضرت امیر خسروؒ کے انتہائی عزیز دوست تھے۔ آپ کی زیادہ شہرت اپنی سادہ اور اثر انگیز فارسی غزلوں کی وجہ سے ہے۔ انہیں ”سعدی ہندوستان“ بھی کہا جاتا ہے۔

۷۰۷ھ سے ۷۲۲ھ تک وہ بکثرت اپنے پیرومرشد کی محفل مبارک میں حاضر ہوتے رہے۔ جو کچھ سنتے ، یاد رکھتے اور لکھ لیتے۔ یوں خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کا مجموعہ ملفوظات مرتب ہوا۔ جس کا نام ”فوائد الفواد“ ہے۔ تصوف کی کتابوں میں اسے غیر معمولی اہمیت حاصل ہے۔ اس کا اندازِ تحریر ، سادہ ، رواں اور شگفتہ ہے۔ اس کتاب کے پانچ حصے ہیں اور یہ ۱۸۸ مجالس پر مشتمل ہے۔

سُخَنانِ خواجه نظام الدین اولیاء

صدقه

فرمود که: ”چون در صدقه پنج شرط موجود شود، بی شک آن صدقه قبول باشد. و از آن پنج شرط، دو پیش از عطا است، و دو در حالت عطا است، و یکی بعد از عطا است. اما آن دو شرط که پیش از عطا است، یکی آن است که آنچه خواهد داد، از وجه حلال باشد، و دوم شرط آن که نیت کند که به مردی صالح دهد، به کسی که در وجه فساد خرج نکند. یعنی به اهل صلاح دهد. دوم شرط آن که خفیه دهد. و آن یک شرط که بعد از عطا است که آنچه دهد، پیش کسی آن را بر زبان نیارد و ذکر آن نکند.“

دُعا

فرمود که: ”بنده را وقت دعا می باید که هیچ معصیتی که کرده باشد، پیش دل نیارد، و نه هیچ طاعتی. زیرا که اگر پیش دل، طاعتی آرد، آن عجب باشد و دعای مُعجب مُستجاب نشود. و اگر معصیتی پیش دل آرد، در ایقان دُعا سُستی آرد. پس وقت دُعا نظر خاص بر رحمت حق می باید داشت.“

شیخ فرید الدین گنج شکر

فرمود که: ”شیخ الاسلام فرید الدین ترک خلق گرفت و دشت و بیابان اختیار کرد، یعنی که در اجودهن ساکن گشت. با آن هم از آمد و شدِ خلائق حد نبود. در خاتقاه به قیاس نیم شبی یا کم و بیش ببستندی، یعنی پیوسته باز بودی. هیچ کس به خدمت

ایشان نیامدی کہ اور اچیزی نصیب نکردی۔“

بعد ازان فرمود کہ : ”از بدرالدین اسحاق شنیدم کہ او گفت کہ من خادمِ محرمِ بودم ، و ہر چہ بودی با من بگفتی۔ در خلاء و ملاء یک سخن بودی۔ ہیچوقت مرادِ ر خلاء سخن نگفتی و کاری نفرمودی کہ در ملاء عینِ آن نگفتی۔ یعنی ظاہر و باطن یک روش داشت۔ و این از عجائب روزگار است۔“

(حَسَن دهلوی)

فرہنگ

وجہ فساد :	غلط اور ناپسندیدہ کام
بہ انشراحِ دل :	گھلے اور ہلکے ہلکے دل سے
مُعجب :	مغرور
اجودہن :	پاک پتن کا دوسرا نام
بہ قیاس :	تقریباً
نصیب نکردی :	عطا نہ فرماتے
ملاء :	جلوت ، محفل
وجہ :	چہرہ ، طریقہ ، فارسی میں رقم کے معنوں میں آتا ہے۔
وجہِ حلال :	حلالِ رزق ، جائز ذریعہ آمدنی

اہلِ صلاح : نیک لوگ

عُجب : غرور و تکبر ، گھمنڈ

ایقان : یقین ، اعتماد

آمد و شد : آمد و رفت

پیوستہ : ہمیشہ

خلاء : خلوت ، تنہائی

تمرین

- ۱- صدقے کی قبولیت کی پانچ شرائط کیا ہیں ؟
- ۲- ” اہل صلاح “ سے کیا مراد ہے ؟
- ۳- دُعا کرتے ہوئے کیا پیش نظر رہنا چاہیے ؟
- ۴- ” اجودھن “ کا موجودہ نام بتائیے ؟
- ۵- ” ملفوظات “ کسے کہتے ہیں ؟

-۲

- ۱- مندرجہ ذیل الفاظ کو جملوں میں استعمال کیجیے۔
نیت ، تواضع ، مستجاب ، ہچوقت ، روش
- ۲- مندرجہ ذیل الفاظ مضارع ہیں، ان کے مصادر لکھیے :
شود ، باشد ، دھد ، آرد ، کُند
- ۳- مندرجہ ذیل افعال کو منفی بنائیے :
باشد ، آرد ، می یابد ، داشت ، گشت ، شنیدم

امیر خسروؒ

۶۵۱ھ میں پٹیالی کے مقام پر پیدا ہوئے۔ آپ کے والد، سیف الدین محمود وسط ایشیا سے ہجرت کر کے آئے تھے۔ بچپن ہی میں باپ کے سایہ شفقت سے محروم ہو گئے۔ پندرہ بیس برس کی عمر میں مروّجہ علوم کی تحصیل مکمل کر لی۔ سلسلہ عالیہ چشتیہ میں، سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاءؒ سے بیعت کی۔ پیر اور مرید میں بے پناہ ارادت و محبت تھی۔ سلاطین دہلی کے درباروں میں اہم عہدوں پر فائز رہے۔ ۷۲۵ھ میں وفات پائی اور پیر و مرشد کے قدموں میں دفن ہوئے۔

امیر خسروؒ، برصغیر کے نامور ادیب، بے مثال شاعر، صاحب کمال، ماہر موسیقی، صوفی باصفا اور زندہ دل انسان تھے۔ ایسے لوگ کہیں صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ شاعری کے پانچ دیوان، دس مثنویاں اور نثر کی تین کتابیں آپ کی یادگار ہیں۔

قصیدہ ہو یا مثنوی، غزل ہو یا رباعی، وہ تمام اصناف میں درجہ اول کے شاعر تھے۔ ان کے عارفانہ و حکیمانہ قصیدے بہت اہم ہیں۔ مثنوی میں وہ نظامی گنجوی کے سب سے بڑے شاعر ہیں۔ خمسہ نظامی کا جواب، ان سے بہتر آج تک اور کسی نے نہیں لکھا۔ ان سے منسوب کئی پہیلیاں اور گہرے مگر نیاں آج بھی ان کی یاد کو زندہ رکھے ہوئے ہیں۔

انہیں اپنی سر زمین سے عشق تھا۔ وہ تمام آداب و رسوم اور مذہبی و علاقائی تہواروں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ ان کے گیت اتنی صدیاں گزر جانے کے باوجود، آج بھی اسی طرح تر و تازہ ہیں۔ نازک خیالی، جدتِ فکر اور رفعتِ تخیل ان کے فارسی کلام کی نمایاں خصوصیات ہیں۔ اہم ترین بات یہ ہے کہ وہ مشکل گوئی کی طرف کبھی مائل نہیں ہوئے۔

امیر خسروؒ کی غزلیں درد و سوز، ولولہ و سرمستی اور موسیقیت سے لبریز ہیں، اور برصغیر کی محافلِ سماع میں آج تک سب سے زیادہ مقبول ہیں۔

غزل

غزل کا لفظی مطلب عورتوں کی باتیں یا عورتوں سے عشق و محبت کی باتیں کرنا ہے۔ شکاری کتوں کے نرنخے میں گھرے ہوئے ہرن کی دردناک آواز کو بھی غزل کہا جاتا ہے۔ چونکہ یہ شاعری بھی درد مند عاشق کی فریاد ہوتی ہے، اس لیے اسے بھی غزل کا نام دیا گیا۔ شروع میں غزل قصیدے کا حصہ ہوتی تھی اور قصیدے کی تشبیب میں ایسے موضوعات بیان کیے جاتے تھے بعد میں

غزل نے قصیدے سے الگ ہو کر ایک جداگانہ صنفِ سخن کی حیثیت اختیار کر لی۔ غزل کی زبان بہت ملائم، نازک اور انگیز ہوتی ہے۔

غزل کے اشعار کم از کم پانچ ضرور ہونے چاہیں۔ پندرہ یا سترہ اشعار سے زیادہ شعروں کی غزل پسند نہیں کی جاتی۔ اشعار کی تعداد عام طور پر طاق ہوتی ہے۔ غزل کا پہلا شعر مطلع اور آخری شعر مقطع کہلاتا ہے۔ مقطع میں شاعر اپنا تخلص استعمال کرتا ہے۔ غزل میں پہلے شعر کے دونوں مصرعے اور پھر ہر شعر کا دوسرا مصرع آپس میں ہم قافیہ و ردیف ہوتے ہیں۔

فارسی غزل میں شہید لجنی، رابعہ ٹھمداری، سنائی، انوری، عطار، خاقانی، رومی، سعدی، عراقی، خواجو، حافظ، امیر خسرو، حسن دہلوی، جامی، عرفی، نظیری، طالب، کلیم، صائب، بیدل، غالب، اقبال اور سیسین جیسے شعراء نے شہرت پائی۔

امیر خسرو کی دو غزلیں شامل نصاب کی جا رہی ہیں۔

غزلہایِ خسروؒ

(۱)

آبرمی باز دو من می شوم از یار جدا
چون گنم دل بہ چنین روز، ز دلدار جدا
آبر و باران و من و یار ستادہ بہ وداع
من جدا گریہ گنان، آبر جدا، یار جدا
سبزہ نوخیز و هوا خرم و بستان سرسبز
بلبل روی سیہ، ماندہ ز گلزار جدا
نعمت دیدہ نخواہم کہ بماند پس از این
ماندہ، چون دیدہ، از ان نعمت دیدار جدا

حُسنِ تو دیر نپاید ، چو ز خسرو رفتی
گل بسی دیر نمآند ، چو شد از خار جُدا

(۲)

خَبْرَم رسید امشب که نگار خواهی آمد
سَرِ مَنْ فدایِ راهی که سوار خواهی آمد
همه آهوانِ صحرا سرِ خود نهاده بر کف
به اُمید آن که رُوزی به شکار خواهی آمد
کششی که عشق دازد ، نگذار دت بدین سان
به جنازه گر نیایی ، به مزار خواهی آمد
به لبم رسیده جانم ، تو بیا که زنده مانم
پس ازان که من نمانم ، به چه کار خواهی آمد
به یک آمدنِ ربودی دل و دین و جانِ خسرو
چه شود اگر بدین سان دو سه بار خواهی آمد

فرهنگ

چون گنم : کیسے کروں !	به وداع : رخصت ہونے کے لیے
نوخیز : تازہ اُگا ہوا	ہوا : ہوا ، موسم
خُرْم : تروتازہ ، خوشگوار	دیدہ : آنکھ
نگار : محبوب	گف : ہتھیلی

بدین سان : اس طرح سے، یوں
 ربودن : چھین لے جانا، لوٹ لینا
 جان بہ لب رسیدن : مرنے کے قریب ہونا
 نگذار دت : (نہ+ گذارد+ت) تجھے نہیں چھوڑے گی
 می بارد : (باریدن : برسنا) فعلِ حال ، برستا ہے، برس رہا ہے۔
 سبتادہ : (ایستادن : کھڑا ہونا) ایستادہ ، کھڑے ہیں۔
 دیری نپاید : (پائیدن : باقی رہنا) زیادہ دیر نہیں رہے گا۔

تمرین

- ۱- صفِ غزل کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں ؟
 - ۲- شاعر نے پہلی غزل میں کیا کیفیت بیان کی ہے ؟
 - ۳- ”بلبلِ روی سیہ“ اور ”گلزار“ سے کیا مراد ہے ؟
 - ۴- دوسری غزل کے مطلع کا مرکزی خیال کیا ہے ؟
 - ۵- آپ کو ان غزلوں میں سے کون سا شعر زیادہ پسند آیا ہے ؟ اور کیوں ؟
- ۲-
- ۱- مندرجہ ذیل افعال کون سے ہیں ؟ مصادر اور معانی بھی لکھیے :
 می بارد ، نخواہم ، خواہی آمد ، بیا ، ربودی
 - ۲- جمع بنائیے :
 - ۳- ابر ، سبزہ ، نعمت ، نگار ، جان
 امیر خسرو کی ادبی اور ثقافتی خدمات پر جامع نوٹ لکھیے۔

ضیاء الدین نخشبی

شیخ ضیاء الدین نخشبی ساتویں صدی ہجری کے اواخر میں سمرقند کے نواحی علاقے نخشب / نسف میں پیدا ہوئے۔ علوم و فنون کی تحصیل کے بعد عالم جوانی میں ہندوستان آگئے اور بدایوں مقیم ہوئے۔ آپ نے پوری عمر گوشہ نشینی اور تصنیف و تالیف میں گزار دی۔ آپ حضرت شیخ فرید الدین ناگوری چشتیؒ کے مُرید تھے۔ اپنے معاصر شیخ طریقت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ سے بھی دلی عقیدت رکھتے تھے۔ ۷۵۱ھ میں بدایوں میں ان کا انتقال ہوا۔

آپ کی تصانیف میں سے ”طوطی نامہ“ سنسکرت کی ایک کتاب کا سادہ و سلیس فارسی ترجمہ ہے اور سِلْکُ السُّلُوکِ اُن کی دلکش عارفانہ نثر کا شاہکار ہے۔ اس کا بنیادی موضوع تصوف و اخلاق ہے۔ گلستانِ سعدی کی طرح انہوں نے بھی نثر میں جا بجا اپنے شعروں کا برمحل استعمال کیا ہے، ان سے نخشبی کی شاعرانہ صلاحیتوں کا اندازہ ہوتا ہے۔ سِلْکُ السُّلُوکِ، برصغیر میں لکھی جانے والی فارسی نثر کا عمدہ نمونہ ہے۔

مُرورِ ایدہایی از سِلْکُ السُّلُوکِ

- پیش از این مردمان بوده اند کہ از ذوق و شوق و طاعت و عبادت همه چیز داشتند و خود را چنان می نمودند کہ گویی هیچ ندارند. و در این ایام مردمان اند کہ از اینها هیچ ندارند و خود را چنان می نمایند کہ گویی همه چیز دارند.

- عزیز من، امروز، رُوزِ کار است. اما کدام کار؟ کاری کہ تور افردا کار آید. مسکین آدمی را عُمَرِ اندک داده اند و حرص بسیار. آن اندک هر لحظه اندک ترمی شود، و آن بسیار هر لمحہ بسیار ترمی گردد. آدمی کارِ قیامت کی کند؟

- وقتی، یکی از بزرگان درویشان، پای دراز کرده بود و ژندۀ خود را بالای آن افگندہ، پیوند می کرد. ہم در آن حالت، یکی از خُلَفایِ آن دیار بہ دیدنِ او آمد او هیچ از سرِ حال خود نگشت و پایِ گردِ نیاورد. حاجبی کہ برابرِ خلیفہ بود، آغاز کرد:

”شیخ! پای گرد آر!“ شیخ ہیچ نگفت و التقات نکرد۔ بار دوم گفت: ”شیخ پای گرد آر!“ گفت: ”دیر باز است، ما دست گرہ آورده ایم، اگر پای گرد نیاریم، روا باشد۔“

- در عالم، ہیچ کاری از آن شنیع تر نیست کہ کسی، باطن کسی تفرقه کند۔ ای برادر! اگر می خواهی تو را همواره جمع باشد، باطن کسی تفرقه مکن۔

- خاک حبشه را فرو بیختند، ذرہ ای درد برآمد۔ خاک روم را فرو بیختند، ذرہ ای عشق برآمد۔ خاک فارس را فرو بیختند، ذرہ ای سُوز برآمد۔ از آن ذرہ درد، بلال را آفریدند و از آن ذرہ عشق، صہیب را، و از آن ذرہ سُوز، سلمان را۔

(ضیاءِ نخشبی)

فرہنگ

مُروارید : موتی	ژندہ : پھٹا پرانا لباس
پای گرد نیاورد : اُس نے پاؤں نہ سمیٹے۔	دیر باز است : کافی عرصہ ہو گیا ہے۔
شنیع : بُرا، ناپسندیدہ	تفرقه کردن : پریشان / منتشر کرنا
فرو بیختند : چھانا گیا، انہوں نے چھانا	

تمرین

-۱

۱- ماضی اور حال کے لوگوں میں کیا فرق ہے؟

۲- درویش نے خلیفہ کی موجودگی میں پاؤں کیوں نہ سمیٹے؟

- ۳- ناپسندیدہ ترین کام کون سا ہے ؟
 ۴- آخری پیرا گراف میں کون کون سے صحابہؓ کا ذکر کیا گیا ہے ؟
 ۵- مصنف کے خیال میں کون سا کام زیادہ اہم ہے ؟

-۲

- ۱- مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی لکھیے اور انہیں جملوں میں استعمال کیجیے :
 گوئی ، کدام ، گئی ، ہموارہ ، گسی
 ۲- مندرجہ ذیل الفاظ کے متضاد لکھیے :
 اندک ، آمد ، باطن ، آغاز ، شنیع تر
 ۳- سبق میں سے تمام افعال ماضی الگ نوٹ کیجیے۔

خواجه حافظ شیرازیؒ

محمد نام ، شمس الدین لقب اور حافظ تخلص تھا۔ ان کے والد اصفہان سے ہجرت کر کے شیراز میں آئے تھے۔ حافظ، شیراز میں ۷۲۶ھ کے لگ بھگ پیدا ہوئے۔

بچپن میں تیمی کا داغ سہنا پڑا۔ محنت مزدوری کے ساتھ ساتھ علم بھی حاصل کرتے رہے۔ حافظ اور قاری قرآن تھے۔ اپنے عہد کے نامور عالم اور عارف کامل تھے۔ مظفری سلسلے کے بادشاہ ان کی تعظیم و تکریم کرتے رہے۔ زندگی بھر شیراز سے نہیں نکل سکے۔ ۷۹۱ھ میں شیراز میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔

حافظ ایران کے مقبول ترین شاعر ہیں۔ انہیں ”لسان الغیب“ کہا جاتا ہے اور ان کے دیوان سے فال بھی نکالی جاتی ہے۔ ان کی وجہ شہرت ان کی زندہ جاوید غزلیں ہیں، جن کی بنا پر انہیں امام غزل کہا جاتا ہے۔ حافظ کی غزل میں انسانی

زندگی کی تمام مسزمتیں اور دکھ پوری آب و تاب کے ساتھ موجود ہیں۔ ان کا کلام روح انسانی کا ترجمان ہے۔ وہ درویش منش، آزاد اور بے باک شخص تھے۔ مکر و ریا، جھوٹ اور فریب سے انہیں نفرت تھی۔ ان کی غزلوں میں ریاکاروں پر شدید تنقید ملتی ہے۔ وہ صلح کل اور وسیع الظرفی کے داعی ہیں۔ ان کا کلام فکری اعتبار سے بھی نہایت پختہ ہے اور فنی لحاظ سے بھی بے مثال ہے۔

انہوں نے صوفیانہ مضامین کے بیان کے لیے مخصوص اصطلاحات کو فروغ دیا۔ ان کی راج کردہ اصطلاحات آج تک فارسی غزل کا سرمایہ جمال ہیں۔ انہوں نے ہمیشہ شعری لطافت و نزاکت کو ملحوظ خاطر رکھا ہے۔

غزلیات حافظ

(۱)

یوسفِ گم گشتہ ، باز آید بہ کنعان ، غم مخور
 گلبۂ احزان شود ، روزی ، گلستان ، غم مخور
 دورِ گردون ، گرد و روزی بر مُرادِ ما نرفت
 دائمایکسان نباشد حالِ دوران ، غم مخور
 در بیابان ، گر بہ شوقِ کعبہ خواہی زد قدم
 سرزنشہا گر گند خارِ مگیلان ، غم مخور
 گرچہ منزل بس خطرناک است و مقصد بس بعید
 ہیچ راہی نیست کان را نیست پایان ، غم مخور
 حافظا ، در گنج فقر و خلوتِ شبہای تار
 تا بُود و ردت دُعا و درسِ قرآن ، غم مخور

(۲)

دل می رُوَد ز دَسْتَم ، صاحبِ دلان ، خدارا
 دردا که رازِ پنهان خواهد شد آشکارا
 دو زُوَزه مِهَرِ گردون ، افسانه است و افسُون
 نیکی به جای یاران فرصت شمار یارا
 آسایشِ دو گیتی تفسیرِ این دو حرف است
 با دُوستان مُرُوت ، با دُشمنان مُدارا
 خُوبانِ پارسی گو ، بخشندگانِ عُمر اند
 ساقی ، بده بشارت پیرانِ پارسا را
 حافظ به خود نپوشید این خرقة می آلود
 ای شیخ پاکدامن ! معذور دار ما را

(دیوان حافظ)

فرهنگ

کُلبه : جھونپری	باز آمَدَن : لوٹنا، واپس آنا
مُراد : خواہش ، آرزو	أحزان : حُزن کی جمع، درد و غم
قَدَم زدن : چلنا	دائماً : ہمیشہ
بعید : دُور	بس : بسیار ، بہت
پایان : انجام ، اختتام	کان : ” کہ آن “ کا مُخَفَّف
فقر : درویشی	حافظا : (حافظ+ا) اے حافظ

تار : تاریک	خَلَوْتُ : تنہائی
دردا : کلمہ افسوس، ہائے افسوس	صاحبِ دل : اہل دل، دوست، محرم راز
مہر : محبت	آشکارا : ظاہر
فُرُصَت : موقع ، مہلت	افسون : جادو ، فریب
مُدَّارَا : نرمی ، مہربانی	گیتی : دُنیا ، جہان
پارسی گو : فارسی بولنے والے	خوبان : خوب کی جمع، اچھے اور خوبصورت لوگ
	کنعان : حضرت یوسفؑ کا وطن ، قدیم مصر کا ایک شہر
	مغیلان : ببول کی طرح کا سخت کانٹے دار درخت ، عربی میں اسے اُمِ غیلان کہا جاتا ہے۔
	مَقْصَد : جائے قصد ، فارسی میں منزل کے معنوں میں آتا ہے اور اردو میں مقصود کے معنوں میں۔
	آسائش : آسودگی ، آرام و سکون ، آسودن سے حاصل مصدر

تمرین

- ۱ - پہلی غزل کے مطلع میں کیا تلمیح ہے ؟
- ۲ - پہلی غزل کا مزاج مایوس گن ہے یا امید افزاء ہے ؟
- ۳ - حافظ نے دُعا اور درسِ قرآن کا ذکر کس حوالے سے کیا ہے ؟
- ۴ - شاعر کے خیال میں دونوں جہانوں کی آسودگی کن دو باتوں میں ہے ؟
- ۵ - دوسری غزل کے مقطع کی وضاحت کیجیے۔

- ۱- ”مخور“ فعل نہیں ہے۔ گفتن ، نوشتن ، پُرسیدن ، خندیدن ، اور رفتن سے فعل نہیں بنائے۔
- ۲- ”پدہ“ فعل امر ہے۔ سوال نمبر ۱ میں دیئے گئے مصادر سے فعل امر بنائے۔
- ۳- فارسی غزل میں حافظ شیرازی کا مقام کیا ہے ؟ تفصیل سے لکھیے۔

مولانا جامیؒ

نورالدین عبدالرحمن جامی ۸۱۷ھ میں ایران کے شہر، جام کے نواحی گاؤں خرجرد میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی سے حاصل کی۔ اعلیٰ تعلیم کے لیے ہرات کے مدرسہ نظامیہ میں داخلہ لیا اور اُس زمانے کے بڑے بڑے علماء سے کسب فیض کیا۔ آپ نے سمرقند کے علماء سے بھی استفادہ کیا۔ نقشبندی سلسلے کے معروف بزرگ خواجہ عبداللہ احراز کے مرید و خلیفہ ہوئے۔ تیموری حکمران آپ کا بے حد احترام کرتے تھے۔ ۸۹۸ھ میں ہرات (افغانستان) میں وفات پائی۔

مولانا جامی کثیر التصانیف بزرگ تھے۔ فارسی اور عربی میں آپ کی تصانیف کی تعداد ۷۷ کے قریب ہے۔ دینی و صوفیانہ موضوعات کے علاوہ آپ نے شاعری اور انشا پر دازی میں بھی بے مثال شاہکار یادگار چھوڑی ہیں۔ جامیؒ کی مثنویاں، ایران میں، نظامی گنجوی کی مثنویوں کے بعد سب سے زیادہ مقبول ہیں۔

سعدی شیرازیؒ کی گلستان کی تقلید میں انہوں نے بہارستان کے نام سے ایک خوبصورت کتاب لکھی۔ یہ کتاب اپنے سادہ متوازن اسلوب نگارش کے اعتبار سے بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ اس میں آٹھ ابواب ہیں۔ چھوٹی چھوٹی دلچسپ حکایات بیان کی گئی ہیں۔ ضمناً شعر بھی دیے گئے ہیں۔ صوفیاء اور شعراء کے بارے میں بھی عمدہ معلومات فراہم کی گئی ہیں۔

گزیده ای از بهارستان

دیناری، در شب تاریک، چراغی در دست و سبوی بر دوش، در راهی می رفت. فضولی به وی رسید و گفت: "ای نادان! روز و شب پیش تو یکسان است و روشنی و تاریکی در چشم تو برابر، این چراغ را فایده چیست؟" نابینا بخندید و گفت: "این چراغ نه از بهر خود است، از برای چون تو گور دلان بی خیرد است تا با من پهلو زنند و سبوی مرا نشکنند."

اعرابی ای شتری گم کرده سوگند خورد که چون بیابد به یک درم بفروشد. چون شتر را یافت، از سوگند خود پشیمان شد. گربه ای در گردن شتر آویخت و بانگ می زد که: "که می خرد شتری به یک درم و گربه ای به صد درم؟ اما بی یکدیگر نمی فروشم."

طبیعی را دیدند که هرگاه به گورستان رسیدی، ردا در سر کشیدی. از سبب آنش سؤال کردند. گفت: "از مُردگان این گورستان شرم می دارم. بر هر که می گذرم ضربت من خورده است و در هر که می نگرَم از شربت من مُرده."

رُوباه را گفتند: "هیچ توانی که صد دینار بستانی و پیغامی به سگان ده رسانی؟" گفت: "والله مُزدی فراوان است، اما در این معامله خطر جان است."

رُوباه بچہ ای با مادر خود گفت: ”مرا حیلہ ای بیاموز کہ چون بہ کشاکش سگ در مانم، خود را از او برہانم۔“ گفت: ”حیلہ فراوان است، اما بہترین ہمہ آن است کہ در خانہ خود بنشیننی، نہ او ترا بیند و نہ تو او را بیننی۔“

(مولانا جامی)

فرہنگ

گزیدہ: گزیدن مصدر، منتخب، انتخاب	فضولی: کوئی فضول/بیہودہ شخص
گوردل: دل کا اندھا	سوگند: قسم
ردا: چادر	درس رکشیدی: سرائی ڈھانپ لینا
ضربت: ضرب	ھیچ توانی: کیا تیرے لیے ممکن ہے؟
مزدی: مزدوری، اجرت	
درمانم: (درماندن: عاجز آنا) میں بے بس ہو جاؤں۔	

تمرین

- ۱- ناپینا آدمی نے نادان شخص سے کیا کہا؟
- ۲- اعرابی نے کیا قسم کھائی تھی؟
- ۳- طبیب، قبرستان کے پاس سے گذرتے ہوئے کیوں منہ ڈھانپ لیتا تھا؟
- ۴- چوتھی حکایت کا مرکزی خیال بیان کیجیے۔
- ۵- لومڑی نے اپنے بچے کو کیا نصیحت کی؟

۱- فارسی میں ترجمہ کیجیے :

مولانا جامیؒ ایران کے نامور شاعر، ادیب، عالم اور صوفی تھے۔ ان کی تصانیف کی تعداد ۷۷ کے قریب ہے۔ وہ بڑے زندہ دل آدمی تھے۔ ان کی مثنویاں، نظامی گنجوی کی مثنویوں کے بعد، سب سے زیادہ مقبول ہیں۔ انہوں نے گلستانِ سعدی کی تقلید میں ایک دلچسپ کتاب لکھی، جس کا نام بہارستان ہے۔ یہ کتاب فارسی نثر کی تاریخ میں بہت اہم ہے۔ اس کا اُسلوب نگارش سادہ، متوازن اور شگفتہ ہے۔ مولانا جامیؒ نے ۸۹۸ھ میں، ہرات میں وفات پائی۔

نورالدین محمد جہانگیر

برصغیر پاک و ہند کا عظیم تیموری بادشاہ نورالدین محمد جہانگیر، جلال الدین محمد اکبر کا بڑا بیٹا تھا۔ وہ ۱۵۶۹ء میں پیدا ہوا۔ باپ کی وفات کے بعد ۱۶۰۵ء میں اس کی تخت نشینی عمل میں آئی۔ اُس نے ۱۶۲۷ء تک نہایت عدل و انصاف کے ساتھ حکومت کی۔ وہ فارسی اور ترکی زبانوں کا ماہر تھا۔ شعر گوئی اور شعر نمبی میں اعلیٰ ذوق کا مالک تھا۔ شعر و سخن کے بارے میں اس کا تنقیدی شعور بہت بلند تھا۔ اُسے خوش نویسی اور مصوری سے بھی گہری دلچسپی تھی۔ وہ علم و ادب اور فنونِ لطیفہ کی سرپرستی کے حوالے سے بہت مشہور تھا۔

جہانگیر نے اپنے جدِ اعلیٰ امیر تیمور اور پردادا ظہیر الدین محمد بابر کی طرح اپنی زندگی اور معاملات سلطنت کے بارے میں، فارسی میں یادداشتیں لکھی ہیں جو ”توزکِ جہانگیری“ کے نام سے مشہور ہیں۔ یہ کتاب دلکش فارسی نثر کا عمدہ نمونہ ہے۔ برصغیر کی سیاسی، سماجی اور ثقافتی تاریخ کے حوالے سے بھی اسے بہت اہمیت حاصل ہے۔ اس کا شمار فارسی کی چند بہترین خودنوشت سوانحِ عمریوں میں ہوتا ہے۔

توزک جہانگیری کا اسلوب بیان سادہ ، رواں ، واضح اور دلچسپ ہے۔ جذبات و احساسات کے بیان میں اُس کا خلوص اُسے ایک کامیاب ادیب بنانے کے لیے کافی ہے۔ وہ محض ایک نثر نگار ہی نہیں بلکہ ایک دیانت دار مؤرخ ، مدبر حکمران ، تجربہ کار سپہ سالار ، باخبر منتظم اور اہل دل دانشور کے طور پر بھی سامنے آتا ہے۔

گزیدہ ای از توزک جہانگیری

پدرم را ، تا بیست و ہشت سالگی فرزند نمی زیست۔ و ہمیشہ جہت بقای فرزند بہ درویشان و گوشہ نشینان التجا می بُردند۔

چون خواجہ بزرگوار خواجہ معین الدین چشتی سرچشمہ اکثر اولیای ہند بودند ، بہ خاطر گذرانیدند کہ بہ جہت حصول این مطلب ، رجوع بہ آستانہ متبرکہ ایشان نمایند۔ با خود قراردادند کہ اگر اللہ تعالیٰ پسری کرامت فرماید ، از آگرہ تا بہ درگاہ ایشان پیادہ ، از روی نیاز تمام ، متوجہ گردم۔

و در آن ایام کہ والد بزرگوارم جویای فرزند بُودند ، شیخ سلیم نام درویشی صاحب حالت ، در گوی متصل بہ موضع سیکری بہ سر می بُرد۔ مردم آن نواحی بہ شیخ اعتقاد تمام داشتند۔ چون پدرم بہ درویشان نیاز مند بودند ، صحبت ایشان را نیز دریافتند۔ روزی از ایشان پرسیدند کہ : ”مرا چند پسر خواهد شد ؟“

فرمودند : ”بخشنده بی منت سہ پسر بہ شما ارزانی خواهد داشت !“
پدرم می فرمایند : ”نذر نمودم کہ فرزند اول را بہ دامن تربیت و توجہ شما انداختہ ، شفقت و مہربانی شما را حامی و حافظ او سازم۔“

شیخ این معنی را قبول می فرمایند و بہ زبان می گذرانند : ”مبارک باشد ! ما ہم ایشان را ہمنام خود ساختیم !“

والدہ مرا بہ خانہ شیخ فرستادند تا ولادت من در آنجا واقع گردد۔ بعد از تولد ، مرا سلطان سلیم نام نهادند۔ اما من از زبان مبارک پدر خود هرگز نشنیدم کہ مرا سلطان سلیم یا محمد سلیم مخاطب ساخته باشند ، ہمہ وقت ” شیخو بابا “ گفته ، سخن می کردند۔

اوصافِ جمیلۂ والدِ بزرگوام از حدِّ توصیف و اندازہ تعریف افزون است۔ باوجود سلطنت ، خود را کمترین مخلوق از مخلوقات می دانستند۔ از یاد حق لحظہ ای غافل نبودند۔ صلح کُل شیوہ مقرر ایشان بود۔ بانیکان و خوبانِ هرطایفہ و هر دین و آئین صحبت می داشتند ، و بہ هر کدام التقاتِ ها می فرمودند۔ شبہای ایشان بہ بیداری می گذشت۔ در رُوزها بسیار کم خواب بودند۔

بعد از جلوس ، اولین حکمی کہ از من صادر گشت ، بستنِ زنجیرِ عدل بود کہ اگر مُتَصَدِّیانِ دارالعدالت در داد خواهی مظلومان اِهمال ورزند ، آن مظلومان خود را بدین زنجیر رسانیدہ ، سلسلہ جُنبان گردند ، تا صدایِ آن باعثِ آگاهی من گردد۔

(نوزالدین محمد جهانگیر)

فرہنگ

متبرکہ : بابرکت	بہ خاطر گذرانندن : دل میں سوچنا، خیال آنا
کرامت فرمودن : عطا فرمانا	قراردادن : عہد کرنا
صاحبِ حالت : صاحبِ حال، خدارسیدہ	نیاز : عقیدت و احترام
نذر نمودن : منت ماننا	منت : احسان
مقرر : طے شدہ ، ضروری	شیوہ : طریقہ، عادت، معمول

مُتصدی : اہل کار ، ملازم

جُلوس : تخت نشینی

ورزیدن : اختیار کرنا ، اپنانا

اِهمال : سستی ، بے پروائی

جُویا : (جُستن مصدر سے فعل امر : جُوی+ا) مُتلاشی

تمرین

-۱

۱- سوانح عمری اور خودنوشت سوانح عمری میں کیا فرق ہے ؟

۲- شہنشاہ اکبر نے کیا نذرمانی تھی ؟

۳- جہانگیر کا نام کس بزرگ کے نام پر رکھا گیا اور کیوں ؟

۴- جہانگیر نے اپنے باپ کی کیا صفات گنوائی ہیں ؟

۵- تخت نشینی کے بعد جہانگیر نے پہلا حکم کیا دیا تھا ؟

-۲

۱- مندرجہ ذیل الفاظ کو جملوں میں استعمال کیجیے :

پیادہ ، تولد ، نواحی ، بیداری ، آگاہی

۲- مندرجہ الفاظ سے جمع بنائیے :

فرزند ، مطلب ، سخن ، طایفہ ، صدا

۳- جُویا (جوی+ا) اور جنبان (جب+ان) جیسے پانچ پانچ الفاظ لکھیے۔

حضرت سَچَلِ سَرمست

شیخ سَچَلِ سَرمست از عارفان و شاعران بزرگ پاکستان محسوب می شود. زادگاه وی روستایی است به نام "درازا" که در نواحی رانی پور در استان سند واقع است. نیاکان وی، همه اهل علم و عرفان و شعر بودند. وی در محیط با صفای علمی و عرفانی پرورش یافت. پدر بزرگش میان محمد حافظ نام داشت و از دوستان بسیار عزیز حضرت شاه عبداللطیف بتائی بود که بزرگترین شاعر عرفانی سند بود. سَچَلِ میان محمد حافظ را خیلی دوست می داشت. روزی برای دیدار با دوستش آمده بود، وقتی که داشت مُرخص می شد، برای همه کودکان خانواده دست به دعا شد و بعد اشاره ای کرد به یک کودک راستگو و گفت: "ما، در این کودک، آثار بزرگی را می بینیم".

این کودک راستگو عبدالوهاب بود که بعدها به لقب "سَچَلِ سَرمست" معروف شد. سَچَلِ، در زبان سندی مُعادل است با کلمه فارسی راستگو. پدر عبدالوهاب، میان صلاح الدین در بیچگی فرزندش فوت کرد. عم عبدالوهاب که خواجه عبدالحق نام داشت، سرپرستی وی را به عهده گرفت. عبدالوهاب دروغگویی را دوست نداشت. در کودکی هم هیچوقت دروغ نمی گفت. همه او را سَچَلِ می گفتند. سَچَلِ، قرآن را حفظ کرد. فارسی و عربی و علوم اسلامی را نزد خواجه عبدالحق آموخت. مُرید و خلیفه خواجه عبدالحق نیز شد. خواجه عبدالحق دختر خود را به عقد سَچَلِ آورد.

سَچَلِ سَرمست عارفی تنهایی گرا بود. به دشتها و جنگلها می رفت و ساعتها از منظره های زیبای طبیعی لذت می بُرد. زندگی وی خیلی ساده و به دور از هرگونه تجمل و تظاهر بود. به فارسی، اردو، پنجابی، سندی و سرائیکی شعر می سرود. به

همین علت او را "شاعر هفت زبان" نیز می گویند. شعر وی از اخلاص و راستی و سادگی و دوستی سرشار است. لحن زیبایی هم داشت و اغلب شعرش را برای مردم عامه خواند. مردم این نغمه های دلکش آسمانی را می شنیدند و شیفته وی می شدند.

زمان وی ، دوره انحطاط مسلمانان شبه قاره پاکستان و هند بود. انگلیسها کم کم داشتند در اینجا ریشه می گرفتند. اوضاع نامساعد بود. منطقه سیند هم از این نا امنی ایمن نبود. سچل بود که در این تاریکیها مثل چراغی می درخشید و مردم را به صلح و آشتی و راستی دعوت می کرد. شعر وی پیام وحدت و دوستی است. وی انسان دوست بزرگ بود. می گفت انسانها باید برادر هم باشند ، به دیگران کمک کنند و باطن خود را بیارایند.

سرانجام ، این شاعر عارف در سال ۱۸۲۶ میلادی وفات یافت. مرقد وی در زادگاه وی است. مردم پاکستان وی را خیلی دوست دارند.

(دکتر معین نظامی)

فرهنگ

محسوب شدن : شمار هونا	زادگاه : (زاد+گاه)مقام ولادت
رُوستا : گاؤں	نیاکان : اجداد
محیط : ماحول	باصفا : پاکیزه
مُرخص شدن : رخصت هونا	معادل : برابر ، مترادف ، هم معنی
گرائیدن : مائل هونا، جهکاؤ رکھنا، گراید مضارع	تنهائی گرا : تنهائی پسند

تجمل : شان و شوکت	لذت بُردن : لطف اندوز ہونا
بہ ہمین علت : اسی وجہ سے	تَظَاهُر : تکلف ، ریاکاری
شیفتہ : شیدائی، پرستار، عاشق	لحنِ زیبا : اچھی/سریلی آواز
ریشہ : جڑ ، بنیاد	إنحطاط : زوال
اوضاع : وضع : حالت کی جمع، حالات	ریشہ گرفتن : جڑ پکڑنا ، قدم جمانا
ایمن : محفوظ	نامساعد : ناسازگار

تمرین

- ۱- حضرت سچل سرمست کہاں پیدا ہوئے ؟
 - ۲- سچل کا کیا مطلب ہے ؟ انہیں یہ لقب کیوں دیا گیا ؟
 - ۳- انہیں ”شاعہفت زبان“ کیوں کہا جاتا ہے ؟
 - ۴- ان کی شاعری کے اہم موضوعات کیا ہیں ؟
 - ۵- وہ لوگوں میں کیوں مقبول تھے ؟
- ۲-
- ۱- مندرجہ ذیل مرکب کیا ہیں ؟
محیطِ باصفا ، کودکِ راستگو ، زندگی وی ، مرقدوی ، مردمِ پاکستان
 - ۲- نیچے دیے گئے افعال کی شناخت کیجیے :
می شد ، می بنیم ، می خواند ، آمدہ بود ، آموخت

۳- فارسی میں ترجمہ کیجیے :

ہمارے پیارے وطن پاکستان کے چار صوبے ہیں۔ ان میں سے ایک صوبے کا نام ”سندھ“ ہے۔ صوبہ سندھ کا مرکزی شہر کراچی ہے۔ کراچی پاکستان کا سب سے بڑا شہر ہے اور بہت بڑا صنعتی اور تجارتی مرکز ہے۔ یہ ساحل سمندر پر واقع ہے۔ کراچی کے بین الاقوامی ہوائی اڈے کی عمارت بہت خوبصورت ہے۔ اس شہر میں کئی کارخانے، ہسپتال اور یونیورسٹیاں ہیں۔ یہ شہر پاکستان کا پہلا دار الحکومت بھی رہا ہے۔

مَلِکُ الشُّعْرَاءِ بَہَار

مرزا محمد تقی بہار ۱۳۰۴ھ / ۱۸۸۶ء میں، مشہد مقدس میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد محمد بن کاظم صُوری بھی نامور شاعر تھے۔ بہار فطری شاعر تھے۔ اپنی قادر الکلامی کی وجہ سے جوانی ہی میں مَلِکُ الشُّعْرَاءِ کا خطاب حاصل کیا۔ مَلِکُ الشُّعْرَاءِ بہار بہت ذہین اور باصلاحیت انسان تھے۔ انہوں نے محبتِ وطن شاعر کی حیثیت سے شہرت پائی۔ ایران میں تحریک جمہوریت چلی تو وہ بھی درباری زندگی چھوڑ چھاڑ کر سیاسی کارکنوں سے آ ملے اور اپنی شاعری بھی اسی نصب العین کے لیے وقف کر دی۔ اس سلسلے میں انہیں قید و بند کی صعوبتیں بھی جھیلنی پڑیں۔ وہ کئی بار اسمبلی کے رکن بھی منتخب ہوئے اور ملک و قوم کی اصلاح و ترقی کے لیے سرگرم عمل رہے۔ تہران یونیورسٹی میں پروفیسر کے طور پر بھی خدمات انجام دیں۔ ۱۹۵۱ء میں اُن کا انتقال ہوا۔

بہار، فکری و فنی اعتبار سے اپنے عہد کی توانا آواز تھے۔ انہوں نے تمام اصنافِ سخن پر طبع آزمائی کی اور ہر صنف میں اعلیٰ درجے کی تخلیقات یادگار چھوڑیں۔ وہ قدیم فارسی شاعری کی درخشاں روایت سے پوری طرح آگاہ تھے اور انہوں نے روایت سے اپنا سلسلہ مضبوطی سے برقرار رکھا۔ ان کی شاعری میں جدید ترین موضوعات بھی ملتے ہیں۔ سیاستدان، شاعر، صحافی اور ادیب

ہونے کے ساتھ ساتھ وہ شعلہ بیان مقرر اور وسیع النظر محقق بھی تھے۔

بہار کو اقبال سے بہت عقیدت اور پاکستان سے محبت تھی۔ پاکستان کے بارے میں انہوں نے ایک قصیدے میں اپنے دلی جذبات کا اظہار بہت خوبصورتی سے کیا ہے۔

اسی قصیدے کا انتخاب اور ان کی ایک منتخب غزل کے چند شعر دیے جا رہے ہیں۔

دُرُودِ بَرِ پَاكِسْتَان

ہمیشہ لُطْفِ خُدا بَادِ یَارِ پَاكِسْتَان
 بہ کین مَبَادِ فَلَکِ بَادِ یَارِ پَاكِسْتَان
 سَزْدِ کَرَاچِی وَ لَاهُورِ قُبَّةِ الْاِسْلَامِ
 کہ ہست یَارِیِ اِسْلَامِ کَارِ پَاكِسْتَان
 زِ فِیضِ سَعِی وَ عَمَلِ ، وَ زِ شُمُولِ عِلْمِ وَ هُنَرِ
 فُرُوزِ شَوَدِ ہِمہ رُوزِ اِعْتِبَارِ پَاكِسْتَان
 تَپِدِ چُو طِفْلِ زِ مَادِرِ جُدَا ، دِلِ کَشْمِیرِ
 کہ سر ز شوقِ نَہدِ دَرِ کِنَارِ پَاكِسْتَان
 چُو مَادِرِیِ کہ زِ فِرَزَنْدِ شِیرِ خَوَارِ جُدَا سَتِ
 نِجَاتِ کَاشْمِرِ آمِدِ شَعَارِ پَاكِسْتَان
 زِ مَادِرِودِ فِرَاوَانِ بَہ شِیرِ مَرْدَانِیِ
 کہ کردہ اندِ سِرُوجَانِ نِشَارِ پَاكِسْتَان
 بَہ رُوحِ پَاکِ شَہِیدَانِ کہ خُونِشَانِ بَرِخَاکِ
 کَشِیدِ نَقِشَہُ پُرِ اِفْتِخَارِ پَاكِسْتَان

ز مادِ رود بر آن رُوحِ پُرفِتوحِ بزرگ
 جناح، رهبرِ والا تبارِ پاکستان
 درودِ بادِ به رُوحِ مُطَهَّرِ اقبال
 که بُودِ حکمتش آموزشِ آموزگارِ پاکستان
 همیشه تا که ز گشتِ زمینِ شبِ آید رُوز
 به خرمی گذرد رُوزگارِ پاکستان
 به یادگار، بهارِ این قصیده گفت و نوشت
 همیشه لُطفِ خدا بادِ یارِ پاکستان

غزل

من نگویم که مَر از قَفَسِ آزاد گنید
 قَفَسِ بُرده به باغی و دلم شاد گنید
 یادِ این مُرغِ گرفتار گنید، آی مرغان
 چون تماشایِ گل و لاله و شمشاد گنید
 هر که دارد ز شما، مُرغِ اسیری به قَفَس
 بُرده در باغ و به یادِ مَنشِ آزاد گنید
 گر شد از جورِ شما خانۀِ مُوری ویران
 خانۀِ خویشِ محال است که آباد گنید
 گنجِ زندان شد اگر، هموطنان! سهم بهار
 شکرِ آزادی این گنجِ خدا داد گنید

فرہنگ

مَبَاد : (م+باد) نہ ہو، نہ رہے !	کین : کینہ ، دشمنی ، انتقام
شُمُول : شامل ہونا	قُبَّہ : گنبد
کاشمیر : کشمیر	کنار : آغوش ، پہلو
شیر مردان : بہادر لوگ	شعار : نعرہ ، نصب العین
پُرفِتوح : کامیاب و کامران ، آسودہ	پُرافتخار : قابلِ فخر
گشت : گردش	مُطہر : پاکیزہ
مُور : چیونٹی	خُرْمی : خوشی ، خوشحالی
	سہم : حصہ ، نصیب

باد : (بودن مصدر، بود مضارع، باد امر، دعائیہ) ہو ، رہے !

قُبَّۃُ الاسلام : اسلام کا گنبد، مراد ہے عظیم اسلامی مُلک

سَزَد : (سزیدن مصدر : سزاوار ہونا ، اچھا لگنا : مضارع) سزاوار ہے ، اہل ہے۔

والا تبار : اعلیٰ خاندان کے لوگ، مراد ہے عالی مقام

تَپَد : (تپیدن : تڑپنا، بے قرار ہونا : مضارع) تڑپتا ہے۔

تمرین

- ۱- شاعر نے کراچی اور لاہور کو کیا خطاب دیا ہے اور کیوں؟
- ۲- کشمیر کے بارے میں کن خیالات کا اظہار کیا گیا ہے؟
- ۳- شاعر نے علامہ اقبال کو کیوں خراج عقیدت پیش کیا ہے؟
- ۴- ردیف اور قافیہ کیا ہوتا ہے؟ سبق میں سے نشاندہی کیجیے۔
- ۵- ملک الشعراء بہار کے حالات زندگی لکھیے، نیز ان کے کلام کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

۲-

۱- ”درد بر پاکستان“ کے چوتھے اور پانچویں شعر میں دی گئی تشبیہات کی وضاحت کیجیے۔

۲- ضمائر متصل کو ضمائر منفصل میں تبدیل کیجیے :

خونِ نشان ، حکمتش ، قفسم ، دلم

۳- مندرجہ ذیل الفاظ پر اعراب لگائیے :

سعی ، شمول ، طفل ، مطہر ، ہموطنان

در کلاس

استاد : احمد! چرا امروز دیر آمدی ؟

احمد : معذرت می خواهم ، اُستاد! تقریباً بیست دقیقه منتظرِ وسیله ای بودم.

اُستاد : حالا با چه وسیله آمدی ؟

احمد : متأسفانه هیچ چیزی پیدا نشد. پیاده آمدم.

اُستاد : معمولاً با چه وسیله می آئید ؟

احمد : آقا معمولاً با اتوبوس خط ۳۳ می آیم.

اُستاد : مگر منزل شما از دانشکده خیلی دور است ؟

احمد : بله آقا ، آن طرفِ شهر است و گاهی وسیله ای گیر نمی آید.

اُستاد : خیلی خوب ، درسِ امروزی خیلی مفید بود. یاد داشته‌های یکی از همکلاسان

را حتماً از او می گیری و از رُویش می نویسی ، یادت نرُود.

احمد : چشم ، همین الان می گیرم.

طاهر : ببخشید اُستاد ، من یک پُرسش دارم. اجازه هست بگویم ؟

اُستاد : بله ، اشکالی ندارد ، بفرمایید.

طاهر : می خواستم اطلاعاتی راجع به کشورِ ایران داشته باشم.

اُستاد : خوب ، کشورِ اسلامی ایران یکی از قدیمی ترین کشورهای دُنیا است. ایران

دُوست و همسایه پاکستان است. تهران بزرگترین شهر و پایتختِ کشور است. ایران

دارای ۲۴ اُستان است. شیراز ، اصفهان ، تبریز ، مشهد ، رشت و کرمان شهرهای

مهم ایران هستند.

طاهر : زبانِ رسمی کشور چیست ؟

اُستاد : آفرین ، سؤال خیلی خوبی مطرح کردید! در ایران زبانها و گویشهای

زیادی وجود دارد ، اما زبانِ فارسی ، زبانِ رسمی کشور است. و می دانید که این زبان

چه اندازه آسان و شیرین است.

طاہر : آقا، وضع صنعتی کشور چطور است؟
 استاد : ایران در زمینہ صنعت ہم پیشرفت های زیادی کرده است،
 و وضع صنعتی آن خیلی قوی است۔
 طاہر : خیلی ممنون، استاد! لطف فرمودید، ممنونم!
 استاد : خواهش می کنم خوب، بچہ ها خدانگہدار!
 کلاس : خدا حافظ شما!

(دکتر معین نظامی)

فرہنگ

معذرت می خواہم : معذرت چاہتا ہوں
 وسیلہ : سواری، ذریعہ آمد و رفت
 پیادہ : پیدل
 اتوبوس : بس
 مگر : آیا، کیا؟
 یادداشت ہا : نوٹس
 از رو نوشتن : نقل کرنا
 چشم : جی بہتر (لفظی مطلب ہے آنکھ)
 بلہ : جی ہاں
 اُستان : صوبہ
 مطرح کردن : پیش کرنا، سامنے لانا
 چہ اندازہ : کس قدر، کتنی
 زمینہ : میدان
 دقیقہ : منٹ
 متاسفانہ : بد قسمتی سے، افسوس کی بات ہے
 معمولاً : عام طور پر
 خط ۳۳ : روٹ نمبر ۳۳
 دانشکدہ : کالج
 حتماً : یقیناً
 یادآت نرود : تجھے بھول نہ جائے
 الآن : ابھی، اسی وقت
 راجع بہ : کے بارے میں
 زبان رسمی : سرکاری زبان
 گویش : بولی
 وضع : حالت
 پیشرفت : ترقی

لطف فرمودید : آپ نے مہربانی فرمائی
 ببخشید : (بخشیدن مصدر سے فعل امر) معاف کیجیے گا۔
 پرسش : (پرسیدن سے حاصل مصدر) سوال
 اشکالی ندارد : کوئی بات نہیں، کوئی حرج نہیں
 خواهش می کنم : کوئی بات نہیں (لفظی مطلب ہے خواہش کرتا ہوں)

تمرین

- ۱- احمد کو کیوں دیر ہو گئی تھی ؟
- ۲- استاد نے طاہر کو ایران کے بارے میں کیا بتایا ؟
- ۳- ایران کے پانچ بڑے شہروں کے نام بتائیے ؟
- ۴- سبق میں آنے والے محاورے الگ سے لکھیے اور یاد کیجیے۔
- ۵- ”بفرمایید“ کہاں استعمال ہوتا ہے ؟

۲-

۱- فارسی میں ترجمہ کیجیے :

میرانا نام مریم ہے۔ ہم تین بہت بھائی ہیں۔ میرے والد ایک ریٹائرڈ سرکاری ملازم ہیں۔ ہم کراچی میں رہتے ہیں۔ میں گورنمنٹ گرلز کالج میں سال اول کی طالبہ ہوں۔ کالج میرے گھر سے زیادہ دور نہیں ہے۔ میں اکثر پیدل کالج جاتی ہوں۔ کبھی کبھی مجھے ابو گاڑی میں پہنچا دیتے ہیں۔ میں کلاس میں کبھی دیر سے نہیں گئی۔ ہمیشہ وقت پر پہنچتی ہوں۔

نصیحت به فرزند

می باش به عُمر خود سَخَر خیز
 در پاکی دست گوش کز دست
 چرکین مگزار بیخ دندان
 از نرم و خشن هر آنچه پوشی
 گرجامه گلیم یا که دیباست
 چون بر سر سُفره ای نشستی
 بامادرِ خویش مهربان باش
 با چشمِ اَدبِ نگر پدر را
 چون این دو شَوند از تو خُرسند
 در گوچه چومی رَوی به مکتب
 چون با ادب و تمیز باشی
 ز نهار مگوسُخَن بجز راست
 گفتارِ دروغ را اثر نیست
 چون خُوی گُند زبان به دشنام

روزی که در آن نکرده ای کار
 آن روز، ز عُمرِ خویش مشمار

(ایرج میرزا)

فرهنگ

چرکین : (چرک + ین) میلا کچیللا

خَشِن : موٹا ، گھر درا

مرتبّت : مرتبه

کان : ”که آن“ کا مخفف

دیبا : ریشمی کپڑا	گلیم : گدڑی، معمولی کپڑا مراد ہے
سُفرہ : دسترخوان	تمیز : صاف ستھرا
سرپیچیدن : سرکشی / حکم عدولی کرنا	بہ جان : جان و دل سے
خوی کردن : عادی ہونا	ضَرَر : نقصان
	کام : حلق
	مشمار : (شمر دن مصدر سے فعلِ نہی) شمار نہ کر
	می باش : (بودن مصدر ، باشد مضارع ، باش فعلِ امر) ہمیشہ رہ
	سحر گہان : (سحر + گاہ / گہ / گہان) صبح کا وقت
	گفتہ : (گفتن مصدر سے اسم مفعول / صفت معمولی) کہا: ہوا، حکم۔ فرمان

تمرین

- ۱- دانتوں کی صفائی کیوں ضروری ہے ؟
- ۲- لباس کے بارے میں شاعر کی کیا رائے ہے ؟
- ۳- ماں باپ کی فرماں برداری کا کیا فائدہ ہے ؟
- ۴- سچ بولنے کی کیا اہمیت ہے ؟
- ۵- کون سے دن کو اپنی زندگی میں شمار نہیں کرنا چاہتے ؟

۱- سبق میں آنے والے تمام افعال امر و نہی الگ لکھیے۔

۲- مندرجہ ذیل الفاظ کو جملوں میں استعمال کیجیے :

مادر ، کوچہ ، دروغ ، تمیز ، دشنام

۳- سبق کی کوئی سی تین باتیں فارسی نثر میں لکھیے۔

فاطمہ جناح

فاطمہ جناحؒ کو چکترین خواہر حضرت محمد علی جناحؒ بود۔ در بیچگی پدر و مادرش را از دست داد و زیر نظر برادر بزرگوارش تربیت شد۔

قائد اعظم علیہ السلام وی را خیلی دوست می داشت و برایش احترام زیادی قائل بود۔ فاطمہ جناح علیہ السلام نیز تمام عمرش را در راہ خدمت به پاکستان و مؤسس پاکستان بسر برد۔ وی خدمتگزار راستین ملت پاکستان بود۔ به همین علت، پاکستانیان لقب ”مادر ملت“ را به وی داده اند۔

زاد گاہ فاطمہ جناح کراچی است۔ بہمان شہر بزرگی کہ زاد گاہ بنیا نگذار پاکستان نیز ہست۔ تحصیلات مقدماتی خود را در کراچی بہ پایان برد۔ بعد بہ کلکتہ رفت و در رشتہ جراحی دندان پزشکی فارغ التحصیل شد۔ چندی در بمبئی مطب شخصی را ادارہ کرد و بعد برای ہمیشہ بہ خدمت ملت و میهن مشغول شد۔

زمانی که نهضتِ پاکستان به اوج خود رسیده بود و قانداعظمِ خیلی گرفتاریها داشت و شب را از رُوز نمی شناخت، فاطمه جناح او را حتی یک دقیقه هم تنها نمی گذاشت. با وی در جلسه های سیاسی شرکت می کرد و کارهای شخصی وی را نیز انجام می داد.

فاطمه جناح برای فلاح زنانِ مسلمان شبه قاره خیلی زحمتها کشید. او بانوان برجسته آن زمان را زیر پرچمِ مسلم لیگ آورد، بعد از تاسیسِ پاکستان نیز به فعالیتهای خود ادامه داد. خودش مُسلمانی اخلاصمند و متعهد بود و می خواست همه زنانِ مُسلمان جهان اهمیتِ معارفِ اسلامی را درک کنند. خیلی دلش می خواست تمامِ کشورهای اسلامی متحد بشوند.

این مادرِ دلسوزِ ملتِ پاکستان، در روز ۹ ژوئن ۱۹۶۷م چشمش را از این جهان فرو بست و در جوارِ برادرِ بُزرگش مدفون شد.

(دکتر خالده آفتاب)

فرهنگ

از دست دادن : کھودینا، محروم ہونا

بچگی : بچپن

خدمتگزار : خادم

مؤسس : بانی

بنیان : بنیاد

راستین : (راست + ین) سچا/سچی

مقدماتی : ابتدائی

بنیانگزار : بانی

مَطَب : کلینک

رشته : شعبہ

- جراحی دندان پزشکی : ڈینٹل سرجری
 اداره کردن : چلانا
 برجسته : نمایاں
 ادامه دادن : جاری رکھنا
 گرفتاری : مصروفیت
 مُتَعَمِد : اپنے مقصد سے شدید وابستگی رکھنے والا، کمپڈ
 شب را از روز نمی شناخت : اُسے رات دن کا ہوش نہیں تھا۔
 کوچکتترین : (کوچک + ترین) سب سے چھوٹا/چھوٹی
 شخصی : پرائیویٹ، ذاتی، نجی
 نهضت : تحریک
 فعالیت : سرگرمی
 اخلاص مند : (اخلاص + مند) مخلص
 ذرک کردن : جاننا، محسوس کرنا، پالینا

تمرین

- ۱- فاطمہ جناح کون تھیں؟ اُن کی ولادت کہاں ہوئی؟
 ۲- انہوں نے کس شعبے میں اعلیٰ تعلیم حاصل کی؟
 ۳- تحریک پاکستان میں اُن کا کیا کردار تھا؟
 ۴- وہ مسلمان عورتوں کو کیسا دیکھنا چاہتی تھیں؟
 ۵- ان کا مزار کہاں ہے؟

- ۱- کوچکترین اور راستین جیسے پانچ پانچ الفاظ لکھیے۔
 - ۲- سبق میں شامل مرکب اضافی اور توصیفی الگ الگ لکھیے۔
 - ۳- مندرجہ ذیل الفاظ کے متضاد لکھیے :
- کوچکترین ، راستین ، زنان ، بعد ، آن

علامہ محمد اقبالؒ

مُفکرِ پاکستان علامہ محمد اقبال ۹ نومبر ۱۸۷۷ء کو سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد نور محمد ایک درویش منش انسان تھے۔ اقبال نے ایف اے تک سیالکوٹ میں تعلیم پائی۔ اپنے عظیم استاد مولانا میر حسن سے عربی اور فارسی کا ذوق پایا۔ گورنمنٹ کالج لاہور سے ایم اے فلسفہ کیا۔ ۱۸۹۹ء میں یونیورسٹی اور ہینٹل کالج لاہور میں فلسفے کے استاد متعین ہوئے۔ کچھ عرصہ گورنمنٹ کالج لاہور میں فلسفہ اور انگریزی پڑھاتے رہے۔

۱۹۰۵ء میں اعلیٰ تعلیم کے لیے انگلستان گئے۔ وہاں سے وکالت کا امتحان پاس کیا۔ میونخ یونیورسٹی جرمنی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ ۱۹۰۸ء میں وطن واپسی پر گورنمنٹ کالج لاہور میں فلسفہ کے استاد مقرر ہوئے مگر جلد ہی ملازمت چھوڑ دی۔ ۱۹۳۴ء تک وکالت کرتے رہے۔ ۱۹۳۶ء میں پنجاب اسمبلی کے رکن بھی بنے۔

۱۹۳۰ء میں وہ مسلم لیگ کے صدر منتخب ہوئے۔ اسی سال انہوں نے خطبہ الہ آباد میں پاکستان کا تصور پیش کیا۔ ۲۱ اپریل ۱۹۳۸ء کو انتقال ہوا۔ بادشاہی مسجد لاہور کے زیر سایہ مدفون ہیں۔

اقبالؒ نے ساری زندگی درویشی اور سادگی میں بسر کی۔ انہوں نے اپنی ساری صلاحیتیں اسلام کی خدمت اور مسلمانوں کی اصلاح حال کے لیے وقف کر رکھی تھیں۔ رسول کریمؐ کی ذات بابرکات سے انہیں والہانہ عشق تھا۔ مولانا جلال الدین رومی سے بے پناہ عقیدت رکھتے تھے۔

انہوں نے اُردو اور فارسی میں شاعری کی اور دونوں زبانوں میں اپنی عظمت کا لوہا منوایا۔ اسرارِ خودی ، رموزِ بیخودی ، زبورِ عجم ، گلشنِ رازِ جدید ، پیامِ مشرق ، جاوید نامہ ، مثنویِ مسافر ، پس چہ باید کرد آی اتوامِ مشرق اور ارمغانِ حجاز (نصف اول) ان کی فارسی کتابوں کے نام ہیں۔

علامہ محمد اقبالؒ ایک فلسفی شاعر تھے۔ انہوں نے مسلمانوں کو وحدت و اخوت کا پیغام دیا۔ وہ مسلمانوں کو خود شناسی کا درس دیتے رہے۔ انہوں نے جدید دور کے حساس مسائل کو شاعری کا موضوع بنایا۔ ان کے کلام میں درد اور اخلاص و تاثیر کی فراوانی ہے۔ پوری دنیا میں ان کے فکر و فن کی مختلف جہتوں پر تحقیقی کام ہوا ہے اور بے شمار بڑی بڑی شخصیتوں نے انہیں خراجِ عقیدت پیش کیا۔

معاورہ مابینِ خدا و انسان

خُدا

جہان را ز یک آب و گل آفریدم تو ایران و تاتار و زنگ آفریدی
 من از خاک، پُولا دِ ناب آفریدم تو شمشیر و تیر و تفنگ آفریدی
 تَبَر آفریدی نہالِ چَمَن را
 قَفَس ساختی طائرِ نغمہ زن را

انسان

تو شب آفریدی، چراغ آفریدم سفال آفریدی، آیاغ آفریدم
 بیابان و کہسار و راغ آفریدی خیابان و گلزار و باغ آفریدم
 من آنم کہ از سنگِ آئینہ سازم
 من آنم کہ از زہرِ نوشینہ سازم

(علامہ اقبالؒ)

تنهائی

به بحر رفتم و گفتم به موج بیتابی:
 ”همیشه در طلب آستی، چه مشکلی داری؟
 هزار لؤلوی لالاست در گریبانانت
 درون سینه چومن گوهر دلی داری؟“

تپید و از لب ساحل رمید و هیچ نگفت

به کوه رفتم و پرسیدم: ”این چه بی دردی است؟
 رسد به گوش تو آه و فغان غمزده ای؟
 اگر به سنگ تو لعلی ز قطره خون است
 یکی، در آب سخن با من ستمزده ای“

به خود خزید و نفس در کشید و هیچ نگفت

ره دراز بُریدم، ز ماه پُرسیدم:
 ”سفر نصیب! نصیب تو منزلی است که نیست؟
 جهان ز پیر تو سیمای تو سمن زاری
 فروغ داغ تو از جلوه دلی است که نیست؟“

سوی ستاره رقیبانه دید و هیچ نگفت

شدم به حضرت یزدان، گذشتم از مه و مهر
 که: ”در جهان تو یک ذره آشنایم نیست
 جهان تهی ز دل، و مُشت خاک من همه دل
 چمن خوش است ولی در خور نوایم نیست“

تَبَسُّمی به لب اورسید و هیچ نگفت

فرہنگ

آب و گل : پانی اور مٹی، خمیر	محاورہ : مکالمہ
پُولاد : فولاد ، لوہا	زنگ : جشہ
تُقنگ : بندوق	ناب : خالص
را : کو ، کے لیے	تَبَر : کلہاڑا
ایاغ : پیالہ	سفال : مٹی ، مٹی کی ٹھیکری
نوشینہ : خوشگوار شربت	راغ : خود رو جنگل
لالا : درخشاں	لؤلؤ : موتی
ستمزده : مظلوم	یکی : ایک بار ، کبھی
بُریدن : کاٹنا ، طے کرنا	نَفَس درکشیدن : سانس روک لینا
سیما : پیشانی ، چہرہ	پرتو : عکس
فروغ : چمک دمک	سمن زار : چنبیلی کے پھولوں کا چمن
تہی : خالی	یزدان : خدا
درخور : قابل ، لائق ، اہل	مُشتِ خاك : مٹھی بھر مٹی، وجود
	خیابان : کیاری، باغ (نئی فارسی میں سڑک کو کہتے ہیں)
	خَزیدن : ریگنا ، چپکے سے کہیں چھپ جانا
	شُدَن : ہونا ، رفتن : جانا کے معنوں میں بھی آتا ہے۔

تمرین

- ۱- خدانے انسان سے کیا کہا؟
 - ۲- انسان نے کیا جواب دیا؟
 - ۳- اس مکالمے کا مرکزی خیال کیا ہے؟
 - ۴- نظم ” تنہائی “ میں شاعر نے پہاڑ اور چاند سے کیا کہا ہے؟
 - ۵- اس نظم میں شاعر نے کیا کہنا چاہا ہے؟
- ۲-
- ۱- ضمائر متصل سے منفصل اور منفصل سے متصل بنائیے:
- گر بیانت ، گوشِ تو ، آشنایم ، سگِ تو ، نوایم
- ۲- مندرجہ ذیل مرکب کون کون سے ہیں؟
- پولادِ ناب ، نہالِ چمن ، طائرِ نغمہ زن ، لؤلؤی لالا ، لبِ ساحل
- ۳- علامہ اقبالؒ کی فارسی شاعری کے بارے میں اپنی رائے تحریر کیجیے۔

داستان پرواز

انسان ، از زمانهای بسیار قدیم ، آرزوی پرواز داشت. می خواست در آسمان زیبای آبی پرواز کند. از عقابها بالاتر رود و از ابرها بگذرد. می خواست به ماه روشن و ستارگان درخشان برسد. انسان ، برای رسیدن به این آرزو ، کوششهای بسیار کرده است.

در حدود هزار و صد سال پیش ، یکی از مسلمانان دانشمند به نام عباس بن فرناس ، بالهایی برای پرواز در آسمان ساخت. او با آن بالها به پرواز درآمد و پس از مدتی به زمین نشست. حدود صد سال پیش ، یک جوان آلمانی نیز به همین فکر افتاد. نام او ” اُتو “ بود. وی چندین سال زحمت کشید و بالهای بزرگی ساخت. اولین بار که پرواز کرد ، از شادی در پوست خود نمی گنجید. اُتو ، صدها بار ، با بالهای بهتر و محکمتری در آسمان پرواز کرد.

” ویلبر رایت “ جوان آمریکایی بود. او خیلی با هوش و زیرک بود. روزی هنگام بازی ، به زمین خورد. به سبب شکستگی استخوان ، مجبور شد چند سال در خانه بماند. او در این مدت بیکار نشست و کتابهای مفیدی خواند. اتفاقاً کتابهایی درباره سرگذشت ” اُتو “ و آزمایشهای وی ، به دستش رسید. ویلبر ، پس از خواندن این کتابها تصمیم گرفت کار او را دنبال کند. برادرش ” اُرویل “ نیز با او بود.

این دو برادر امریکایی ، اول بالهایی ساختند و با آن پرواز کردند و بعد به فکر ساختن ماشینی برای پرواز افتادند. سه سال طول کشید تا کوششهای آنان به نتیجه رسید. هنگامی که نخستین هواپیما آماده شد ، آنها دوستان خود را به دشتی دعوت کردند تا اولین پرواز آنها را تماشا کنند ، همه با اشتیاق ، منتظر دیدن این کار عجیب بودند.

سرانجام ، هوا پیما از زمین برخاست و بہ پرواز در آمد۔ قلبِ ہمہ از شادی و ہیجان می تپید۔ این پرواز ۳۸ دقیقہ طول کشید۔ سپس هوا پیما بہ سلامت بر زمین نشست و ویلبر با سرافرازی از آن خارج شد۔ ویلبر و اروییل اولین کارخانہٴ هوا پیما سازی را تاسیس کردند۔

از آن زمان نزدیک بہ ہشتاد سال می گذرد۔ امروز هوا پیماہا ، انسان را در اندک زمانی از این سوی زمین بہ سوی دیگر آن می برند۔ دانشمندان ، پس از گوشش بسیار ، دستگاہی ساختند کہ انسان در گرہٴ ماہ نیز فرود آمد۔ دانشمندان باز ہم دارند برای راہ یافتن بہ فضا و کرہٴ های دیگر سعی می کنند۔

(ماخوذ از کتاب فارسی سوم دبستان ، ایران)

فرہنگ

در خُذود : تقریباً ، کے قریب	آبی : نیلا
آلمان : جرمنی	بال ہا : بال کی جمع ، پر
محکمتر : (محکم+تر) زیادہ مضبوط	بہ فکر اُفتادن : خیال میں ہونا
اُسْتخوان : ہڈی	بہ زمین خوردن : گر پڑنا
آزمایشہا : (آزمایش+ہا) تجربات	بہ دست رسیدن : ہاتھ لگنا، حاصل ہونا
دنبال کردن : جاری رکھنا ، آگے بڑھانا	تصمیم گرفتن : ارادہ کر لینا، تہیہ کر لینا
تماشا کردن : دیکھنا	آمادہ شدن : تیار ہونا
سپس : پھر ، اس کے بعد	ہیجان : جوش و خروش

تاسیس کردن : قائم کرنا
 سرانجام : آخر کار
 دستگاہ : مشین ، آلہ
 فرود آمدن : اترنا
 دانشمند : (دانش+مند) سائنس دان
 دُور دراز : دُور دراز

بہ زمین نشستن : زمین پر اترنا ، طیارے کا لینڈ کرنا

زحمت کشیدن : تکلیف اٹھانا ، کوشش / محنت کرنا

آلمانی : (آلمان+ی) جرمنی کا باشندہ

در پوست خود ننگنجید : بھولانہ سمانا

ہوا پیما : (پیودون مصدر ، پیمانہ مضارع ، پیمانہ فعل امر ، اسم + امر = اسم فاعل / صفتِ فاعلی) ہوائی جہاز

تمرین

- ۱

۱- کس مسلمان سائنس دان نے پہلی بار پرواز کی ؟

۲- سبق میں جرمنی کے نوجوان کے بارے میں کیا بتایا گیا ہے ؟

۳- جدید ہوائی جہاز کے مؤجد کون ہیں ؟

۴- انہیں ہوائی جہاز بنانے کا خیال کیسے آیا ؟

۵- جہاز سازی کا پہلا کارخانہ کس ملک میں قائم ہوا ؟

۱- واحد سے جمع اور جمع سے واحد بنائیے :

انسان ، زمانہا ، آرزو ، بازی ، کتابھا ، کار ، قلب ، برادر ، دانشمندان ، گڑہ

۲- سبق میں ”دو برادر“ کہا گیا ہے۔ ”دو برادران“ کیوں درست نہیں ہے ؟

۳- فارسی میں ترجمہ کیجیے :

معاف کیجیے گا میں پچیس منٹ دیر سے پہنچا۔ راستے میں ٹریفک کا بہت رش تھا۔ ایک بار گاڑی کا ٹائز بھی پتھر ہوا۔ کیا آپ نے انکو آڑی سے پوچھا ہے کہ طیارہ کب اترے گا ؟ اگر نہیں پوچھا تو چلیں پوچھ لیتے ہیں۔ اجازت دیجیے، میں گاڑی پارک کر لوں ، پھر اکٹھے اندر چلتے ہیں۔

نیما یوشیج

نیما یوشیج ۱۸۹۶ء میں ، ایران کے صوبہ مازندران کے ایک گاؤں یوش میں پیدا ہوئے۔ اُن کا نام علی اسفندیاری تھا۔ انہیں جدید فارسی شاعری کا بانی کہا جاتا ہے۔ وہ فارسی کے علاوہ اپنی مادری زبان طبری میں بھی شعر کہتے تھے۔ وہ صاحب نظر ادیب اور ناقد بھی تھے۔ بیس کے لگ بھگ تصانیف اُن کی یادگار ہیں۔ اُن کا انتقال ۱۹۵۹ء میں ہوا۔

نیما یوشیج نے روایتی عروضی بحر اور قافیہ وردیف کی پابندیوں سے انحراف کیا۔ ان کی جدید نظموں میں مصرعوں کی لمبائی یکساں نہیں ہے۔ وہ وزن اور قافیے کے مخالف نہیں تھے، البتہ قافیے کا استعمال وہیں ضروری سمجھتے تھے، جہاں ناگزیر ہو۔ ۱۹۲۲ء میں اُن کی طویل نظم ”افسانہ“ منظر عام پر آئی۔ یہ روایت شکن نظم جدید فارسی شاعری کا نقطہ آغاز سمجھی جاتی ہے۔

نیما بہت حساس دل کے مالک تھے۔ انہیں ظلم و نا انصافی سے نفرت تھی۔ وہ غریبوں کے دکھ درد کو ذاتی درد و غم سمجھتے تھے۔ انہوں نے محروم طبقے کے لوگوں کو اپنی شاعری کا موضوع بنایا۔ انہیں اپنی سرزمین سے عشق کی حد تک لگاؤ تھا۔ جنگل، پہاڑ، دریا، پرندے اور جانور ان کی شاعری کا اہم موضوع ہیں۔ وہ بہت بڑے انسان دوست شاعر ہیں۔

نیما یوشیج نے بعد میں آنے والے شاعروں کی کئی نسلوں کو متاثر کیا ہے۔ ان کی تقلید میں کی جانے والی شاعری ”نیائی“ کہلاتی ہے۔

آمد بہاران!

تودہ برف بشکافت از ہم۔

قلۃ گوہ شد یکسر ابلق۔

مرد چوپان در آمد ز دخمه۔

خندہ زد شادمان و موفق،

کہ دگر وقت سبزہ چرانی است۔

عاشقا! خیز، کامد بہاران!

چشمۂ کوچک از گوہ جُوشید۔

گل بہ صحرا در آمد چو آتش۔

رُود تیرہ چو طوفان خروشید۔

دشت، از گل شدہ ہفت رنگہ۔

آفتابِ طلایی بتابید،

بر سرِ ژالہ صُبِحگاہی۔

ژالہ ہا دایہ دایہ درخشنده۔

همچو الماس و در آب ماهی۔

بر سر موج ہا زد معلق۔

(گزیدہ ای از "افسانہ" نیما یوشیج)

فرہنگ

قُلّہ : چوٹی

دخمہ : مراد کٹیا، جھونپڑی

عاشقا : (عاشق + ا) اے عاشق

جوشیدن : اُبلنا، نکلنا

الماس : ہیرا

بہاران : موسم بہار

ابلق : سیاہ و سفید، چتکبرا

مؤفق : کامیاب و کامران

کامد : "کہ آمد" کا مخفف

طلانی : سنہری

معلق زدن : قلابازی کھانا

ثالثہ : اُردو میں "اولے" کے معنوں میں رائج ہے۔ فارسی میں اس کا مطلب ہے شبنم۔ فارسی میں

"اولے" کو "تگرگ" کہتے ہیں۔

تمرین

-۱

۱- پہاڑ کی چوٹی کو "ابلق" کیوں کہا گیا ہے؟

۲- چرواہے کی ہنسی کی کیا وجہ ہے؟

۳- مَھول کو آگ اور شبنم کے قطروں کو ہیروں سے کیوں تشبیہ دی گئی ہے ؟

۴- نظم میں مچھلیوں کی کیا حالت بیان کی گئی ہے ؟

۵- نیاوشیچ کے فکروں پر اظہار خیال کیجیے۔

-۲

۱- مندرجہ ذیل مرتب کون کون سے ہیں ؟

تودہ برف ، قلعہ کوہ ، چشمہ کوچک ، آفتاب طلائی ، زود تیرہ ،

۲- مندرجہ ذیل الفاظ کے متضاد لکھیے :

خندہ ، شادمان ، کوچک ، صجگاھی ، بہاران

۳- نظم میں آنے والے مخفف الفاظ کی شناخت کیجیے۔

نامہ ای بہ پسرَم

فرزندِ من ! ذمی چند بیش نیست کہ در آغوش من خفته ای و من بہ نرمی سرت را
بربالین گذاشته ، آرام از کنارت برخاسته ام و اکنون بہ تو نامہ می نویسم۔

اکنون تو گوچکتر از آنی کہ بتوانم آنچه می خواهم ، با تو بگویم۔ سالہای دراز باید
بگذرد تا تو گفته های مرا دریابی۔ شاید روزی این نوشته را برداری و بہ گنجی بروی و
بخوانی و دربارہ آن اندیشہ کنی۔

من نیز مانند ہر پدری آرزو دارم کہ دورانِ جوانی تو بہ خوشبختی بگذرد۔ اما جوانی

بر من خوش نگذشته است و امید ندارم که روزگارِ تو بهتر باشد. دورانِ ما عصرِ ننگ و فساد است و هنوز نشانه ای پیدا نیست از اینکه آینده جز این باشد.

شاید بر من عیب بگیری که چرا دل از وطن برداشته و ترابه دیاری دیگر نبرده ام، تا در آنجا با خاطری آسوده تر به سر ببری. راستی آن است که این عزیمت بارها از خاطر من گذشته است. اما من و تو از آن نهالها نیستیم که آسان بتوانیم ریشه از خاک خود برکنیم و در آب و هوای دیگر نمو کنیم.

اما شاید مانند من سببی دیگر نیز داشته است. دشمن من که "نیو فساد" است، در این خانه مسکن دارد. من با او بسیار گوشیده ام. همه خوشی های زندگی ام در سر این پیکار رفته است.

اینکه ترابه دیاری دیگر نبرده ام، از این جهت بود که از تو، چشم امید داشتم. می خواستم که کین مرا از این دشمن بخواهی. خلاف مردی دانستم که میدان را خالی کنم و از دشمن بگیرم. شاید تو نیرو مند تر از من باشی و در این پیکار بیشتر کامیاب شوی.

اکنون که اینجا مانده ایم، باید در فکر حال و آینده خود باشیم. می دانی که کشور ما روزگاری، قدرتی و شوکتی داشت. امروز از آن قدرت و شوکت نشانی نیست. ملتی کوچکیم و در سرزمینی پهناور پراکنده ایم. در این زمانه کشورهای عظیم هست که ما، در ثروت و قدرت، با آنها برابری نمی توانیم کرد. امروز ثروت هر ملتی حاصل پیشرفت صنعت او است و قدرت نظامی نیز با صنعت ارتباط دارد.

پس اگر نمی خواهیم یکباره نابود شویم، باید در پی آن باشیم که برای خود شأن و اعتباری به دست بیاوریم. این شأن و اعتبار را جز از راه دانش و ادب حاصل

نمی توان کرد۔ ملتی کہ رو بہ انقراض می رود ، نخست به دانش و فضیلت بی اعتنا می شود۔

اما اگر هنوز امیدی هست ، آن است که جوانان ما همه یکبارہ بہ فساد تن در نداده اند۔ هنوز برقِ آرزو در چشمِ ایشان می درخشد آرزوی آنکہ بمانند و سرفراز باشند۔ و من آرزو دارم کہ فردا تو ہم در صفِ این گسان در آئی ، یعنی در صفِ کسانی کہ بہ قدر و شأنِ خود پی بُرده اند۔ می دانند کہ برای کسبِ این شرفِ گوشش باید کرد و رنج باید بُرد۔

آرزوی من این است کہ تو ہم در این گوشش و رنج شریک باشی !

(دکتر پرویز ناتل خانلری)

فرہنگ

دَمی چند : چند لُحے	بالین : تکیہ ، سرہانہ
آرام : آہستگی / آرام سے	کنار : پہلو
دریابی : (در یافتن : جاننا، پالینا) توجان لے	گنج : کونا ، گوشہ
ننگ : بے شرمی ، علامت	فساد : خرابی
نشانیہ : نشانی ، علامت	پیدا : ظاہر
عیب گرفتن : اعتراض کرنا، نکتہ چینی کرنا	عزیمت : ارادہ ، خیال
نمو کردن : پرورش پانا، پھولنا پھلنا	دیو : شیطان
مسکن : ٹھکانا، جائے سکونت	کین : انتقام

روزگاری : کسی زمانے میں	نیرومندتر : (نیرو+مند+تر) زیادہ طاقتور
پراکندہ : (پراکندن مصدر) منتشر	پہناور : (پہنا+ور) وسیع و عریض
حاصل : نتیجہ	ثروت : دولت ، سرمایہ
ارتباط : رابطہ ، تعلق	پیشرفت : ترقی
بی اعتنا : بے توجہ	انقراض : خاتمہ ، زوال
پی بُردن : جان لینا ، سمجھ لینا	تن در دادن : پوری طرح محوِ غرق ہو جانا
	شرف : عزت و عظمت

تمرین

- ۱- اپنے بیٹے کے بارے میں مصطفیٰ کی کیا خواہش ہے ؟
- ۲- اپنے زمانے کے بارے میں ان کی کیا رائے ہے ؟
- ۳- مصطفیٰ نے ترکِ وطن کا خیال کیوں چھوڑا ؟
- ۴- انہیں کن لوگوں سے بہتری کی اُمید ہے ؟
- ۵- انہوں نے بیٹے کو کس جدوجہد میں شریک ہونے کی نصیحت کی ہے ؟

-۲

۱- امتحان میں کامیابی کے مواقع پر ، اپنے والدِ محترم کو فارسی میں پانچ سات جملوں کا ایک خط لکھیے :

غزل

رفیقِ اہلِ دل و یارِ مَحَرَمی دارم
 بساطِ بادِہ و عیشِ فراہمی دارم
 کنارِ جُو، چَمَنِ شُستہ رانمی خواہم
 کہ جویِ اشکی و مُڑگانِ پُر نمی دارم
 گذشتم از سِرِ عالم، کسی چہ می داند
 کہ من بہ گوشۂ خَلوت چہ عالمی دارم
 تو دل نَداری و غم ہم نَداری، اَمّا، من
 خوشم از این کہ دلی دارم و غمی دارم
 ز سیلِ کینۂ دُشمن چہ غم خورم سیمین
 کہ همچو گوہم و بُنیانِ مُحکمی دارم

(خانم سیمین بہبھانی)

فرہنگ

مُڑگان : پلکیں
 کینہ : بُغض و نفرت
 بساط : چٹائی، قالین ، بچھونا ، یہاں محفل مُراد ہے۔
 شُستہ : (شُستن مصدر) دُھلا ہوا
 سیل : سیلاب
 بُنیان : بنیاد

تمرین

-۱

۱- قافیہ اور ردیف کی شناخت کیجیے۔

۲- تیسرے شعر کا مفہوم واضح کیجیے۔

۳- شاعرہ نے چوتھے شعر میں کس بات پر خوشی کا اظہار کیا ہے ؟

۴- شاعرہ کو دشمنوں کی سازشوں سے کیوں کوئی غم نہیں ہے ؟

۵- ”بساطِ بادہ“ اور ”عیشِ فراہم“ سے کیا مراد ہے ؟

-۲

۱- مندرجہ ذیل مرکب کون کون سے ہیں ؟

رفیقِ اہلِ دل ، یارِ محرم ، کنارِ بُو ، بُوئی اشک ، بُیانِ محکم

۲- مندرجہ ذیل افعال کی مکمل گردانیں لکھیے :

نمی خواہم ، گذشتم ، نداری ، خورم ، می داند

۳- مقطع میں دی گئی تشبیہ کی روشنی میں مشبہ ، مشبہ بہ ، وجہ تشبیہ کی وضاحت کیجیے۔

راشد منہاس ، نشان حیدر

تاریخ درخشان اسلامی شاهد آن است که در مواقع بحرانی کودکان و جوانان ملت ما از بزرگسالان عقب نماندند و مثل آنها، شہامت بی نظیری را از خود نشان دادند. در غزوہ بدر، معاذ و معوذ، باوجودی کہ از لحاظ سن خیلی کوچک بودند، بزرگترین دشمن اسلام، ابو جہل را بہ قتل رسانیدند. محمد بن قاسم نیز کہ برسند متصرف شد و زمینہ را برای تاسیس سلطنت اسلامی در شبہ قارہ ہند و پاکستان ہموار ساخت، سن زیادی نداشت. خوشبختانہ ملت ما الآن ہم دارای جوانانی است کہ می توانند فداکاری کنند.

راشد منہاس یکی از ہمین جوانان دلیر و جسور ما بُوَدہ است کہ رُوزِ جُمعہ بیستم ماہ اُوت سال ۱۹۷۱، میلادی در راہ جفط ناموسِ وُطن، جان عزیز خود را از دست داد و پس از شہادت، ”نشان حیدر“ را بردست آورد. ”نشان حیدر“ عالی ترین مدال نظامی پاکستان است و بہ افرادی از نیروہای سہ گانہ پاکستان دادہ می شود کہ در اوضاع بسیار نا مساعد، کار فوق العادہ ای را انجام می دهند. راشد منہاس از جوانترین قہرمانان پاکستان و شاید کوچکترین شجاعانِ جہان است کہ بہ اجراز بزرگترین مدال نظامی نائل آمدہ اند. وی در موقع شہادت فقط بیست سالہ بود.

راشد منہاس در سال ۱۹۵۰، میلادی در کراچی بہ دُنیا آمد. پدرش یک افسرِ بازنشستہ نظامی بود. او از دورانِ کودکی می خواست بہ خدمت نیروی هوایی پاکستان در آمد. پس از گرفتن دیپلم علوم در سال ۱۹۶۸، بہ خدمت نیروی هوایی پاکستان سہ سال مشغول تحصیل حرفہ ای در اکادمی نیرویِ هوایی رسالپور بود و در ۱۹۷۱ م بہ عنوان سُتوانِ هوایی فارغ التحصیل گردید.

در ۱۹۷۱م جنگی بین پاکستان و هندوستان آغاز شد. راشد منہاس آن روزها تحت تربیت بود و دوره کار آموزشی را می گذراند. روز جمعه بیستم اوت ۱۹۷۱م هنگامی که در هوا پیمای جنگنده ای، با مربی خویش داشت پرواز می کرد، ناگهان احساس کرد که مربی خائن او می خواهد هواپیما را به سوی کشور دشمن هدایت کند. همینکه از خیانت مربی خویش آگاه شد، تصمیم گرفت که به هیچ وجه نخواهد گذاشت که این نقشه ناجوانمردانه عملی بشود.

بدین ترتیب کشمکش شدیدی بین مربی خائن و سرباز جوان آغاز شد. هر اندازه ای که هوا پیمای نیروی هوایی پاکستان به خاک دشمن نزدیک ترمی شد، همان اندازه، معرکه گيرو دار بین مربی خیانتکار و راشد فداکار گرمتر می شد هواپیما داشت لحظه به لحظه به مرز دشمن نزدیکتر می شد. حالا کوچکترین فرصت درنگ نمانده بود. راشد تصمیم قاطعی گرفته بود. وی با سعی هر چه تمامتر، هوا پیمای خود را رُو به زمین کرد که در ظرف چند ثانیه، در خاک پاک ما سقوط کرد و مُنْفَجِر شد. راشد منہاس این مسابقه زندگی و مرگ را بُرد. جان شیرینش را باخت ولی زندگانی جاوید یافت و فرد فرد ملت پاکستان را سربلند و مُفْتَخِر ساخت. دُرُود بر رُوح پاک راشد منہاس که با شجاعت کم نظیر خود، سرمشقی شان تقلید برای جوانان باحمیت میهن ما، از خود باقی گذاشت.

(شیخ نوازش علی)

فرهنگ

مواقع بُحرانی : هنگامی حالات

شاهد : گواه

عقب ماندن : پیچیده جانا

بزرگسال : (بزرگ + سال) بڑی عمر کا آدمی

نشان دادن : دکھانا ، مظاہرہ کرنا	شہامت : بہادری ، دلیری
مُتَصَرِّف شدن : قابض ہونا	سِن : عمر
زمینہ : میدان	خوشبختانہ : (خوش + بخت + انہ) خوش قسمتی سے
ہم / نیز : بھی	آلان : اب ، اس وقت
جَسُور : دلیر	فداکاری : قربانی ، ایثار
مدال : میڈل ، تمغہ	عالی ترین : سب سے بڑا
نیرُو : فوج	نظامی : فوجی
احراز : حُصول	فوق العادہ : غیر معمولی
بازنشستہ : ریٹائرڈ	نائل آمدن : کامیاب ہونا
کارآموزی : ٹریننگ	دیپلم عُلوم : ایف اے سی
بہ عُنوان : کے طور پر ، کی حیثیت میں	اکادمی : اکیڈمی
دورہ : کورس	سُتوان ہوائی : فلائٹ لیفٹیننٹ
خائن : خیانت کرنے والا ، غدار	مُرَبّی : تربیت دینے والا
ناجوانمردانہ : بُردلانہ	نقشہ : سازش
مرز : سرحد	بدین ترتیب : یوں ، اس طرح سے
سُقُوط کردن : گرنا	قاطعی : قطعی ، فیصلہ کن
مسابقہ : مقابلہ	مُنقجر شدن : پھٹنا
مُفتَخَر : صاحبِ فخر	بُردن : جیت جانا
شان تقلید : قابل تقلید	سرمشق : نمونہ

نیروہای سہ گانہ : تینوں (بڑی ، بحری ، ہوائی) فوجیں
 جنگندہ : (جنگیدن مصدر، جنگد مضارع، جنگ فعل امر + ندا) لڑاکا
 تحصیل حرفہ ای : فنی تربیت، پیشہ ورانہ تعلیم

تمرین

- ۱

۱- معاذ، مغوذ اور محمد بن قاسم کون تھے ؟

۲- ” نشان حیدر “ کسے کہتے ہیں ؟

۳- راشد منہاس کیسے شہید ہوئے ؟

۴- شہادت کے وقت ان کی کیا عمر تھی ؟

۵- اس واقعے سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے ؟

- ۲

۱- مندرجہ ذیل افعال کی شناخت کیجیے :

انجام می دہند ، پروازی کرد ، داشت نزدیک تری شد ، نخواہد گذشت ، نماندہ بود

۲- ” دپہلم “ ، ” اوت “ اور ” اکادمی “ جیسے لفظوں کو مفرس (فارسی بنایا گیا) کہا جاتا ہے۔

ایسے پانچ الفاظ اور لکھیے۔

۳- سبق کے جمع الفاظ الگ لکھیے۔

ارزشِ ورزش

رُوحِ سالم همیشه در بَدَنی سالم وجود دارد. کسی که از سلامتِ بَدَنِ پر خوردار نیست، اغلب از سلامتِ روح نیز بی بهره است. ما، برای پیشرفت در زندگی، به سلامتِ بَدَن و رُوح نیاز داریم. اگر می خواهیم رُوحِ سالمی داشته باشیم، باید به سلامتِ بَدَن توجه بیشتری کنیم.

در زمانهای گذشته، بیشترِ کارها با نیروی دست و بَدَن انجام می گرفت و اکثر مردم به هنگام کار کردن، خود به خود طورِ طبیعی ورزش می کردند. راهها پیاده پیموده می شد. مسافرت‌های طولانی با اسب یا قاطر انجام می گرفت. این پیاده روی و اسب و قاطر سواری، خود نوعی ورزش است. ولی در جامعهٔ پیشرفتهٔ امروزی، قضیهٔ بالعکس است. امروزها، همهٔ کارهای سنگین با ماشین انجام می گیرد. با بودن وسایلی چون اتومبیل، قطار و هواپیما، هیچکس پیاده یا با اسب سفر نمی کند. در نتیجه، ما رُوش ورزش طبیعی را از دست دادیم. حال آنکه تن آدمی اگر به کار نیفتد؛ به سستی می گراید. آدم تنبل می شود و تنبلی آدم را به نامؤفقیت می کشاند. بَدَنِ آدمی، اگر به کار آفتد، نیرو می گیرد، رُشد می کند و کمال می یابد. سختیهای زندگی چیره شویم.

وقتی ما ورزش می کنیم، خُونِ سریعتر در بدن ما می گردد، و به ماهیچه ها بیشتر رُوی می آورد. ما بیشتر عرق می کنیم و سَمها از بَدَن خارج می شوند. تنفس تند تر می شود و اکسیژن بیشتری به بدن می رسد. این امر، تن را سالم و جان را شاداب می کند. ورزش، خستگی و فرسودگی جسمی و رُوحی را زودتر بر طرف می کند، و ذهن برای کوشش آماده تر می شود.

ورزشہای گروہی، ورزشکاران را راہ و رسم زندگی و تعاون با مردم می آموزد۔ ما باید در زندگی عادی ہم روحیہ ورزشی داشته باشیم۔
از پیروزیہا مغرور و از شکستہا دلشکستہ نشویم۔ شکست، قدم اول در راہ پیروزی است۔

(دکتر شعیب احمد)

فرہنگ

سلامت : صحت و سلامتی	سالم : تندرست، صحت مند
نیاز داریم : ہمیں ضرورت ہے	پیشرفت : ترقی
جامعہ : معاشرہ	قاطر : چجر
قضیہ : معاملہ ، مسئلہ	امروزی : موجودہ، آج کل کا
تنبل : کاہل	بالعکس : برعکس
ماہیچہ ہا : عضلات	چیرہ : غالب، فاتح
سم : زہر	عرق کردن : پسینہ آنا
بر طرف کردن : ختم کرنا، دور کر دینا	اکسیژن : آکسیجن
ورزشکار : ورزش کرنے والا، سپورٹس مین	گروہی : ٹیم کی صورت میں
روحیہ ورزشی : سپورٹس مین سپرٹ	عادی : عام ، روزمرہ کی
	پیروزی : کامیابی

تمرین

-۱

۱- ورزش کیوں ضروری ہے ؟

۲- پسینہ آنے سے کیا ہوتا ہے ؟

۳- آجکل کے دور میں ورزش کی کیا اہمیت ہے ؟

۴- صحت مند روح سے کیا مراد ہے ؟

۵- ناکامی ، کامیابی کا پہلا زینہ ہے ، کیوں ؟

-۲

۱- فارسی ترجمہ کیجیے :

ورزش انسانی صحت کے لیے بہت ضروری ہے۔ ورزش سے جسم بھی صحتمند رہتا ہے اور روح بھی۔ آجکل ہمیں ورزش کی زیادہ ضرورت ہے۔ ورزش نہ کرنے سے آدمی کاہل ہو جاتا ہے۔ کاہلی آہستہ آہستہ زندگی کو ناکامی کی طرف لے جاتی ہے۔ نوجوان کو روزانہ ورزش کرنی چاہیے۔ نوجوان ، قوم کا قیمتی سرمایہ ہوتے ہیں۔ نوجوانوں کی صحت مندی ، قوم کے مستقبل کی صحت مندی ہے۔

جذبی : واقعی ، سچ	گرفته : افسردہ ، اداس
متوجہ شدن : جاننا ، سمجھنا	آمادہ : تیار
قرن : صدی	دوست داشتن : پسند کرنا
اغلب : زیادہ تر	نیاکان : اجداد
یاد گرفتن : پڑھنا ، سیکھنا	بدون : بغیر
نخیر : نہیں	قشنگ : خوبصورت
قول دادن : وعدہ کرنا	فعلاً : ابھی
یاد دادن : سکھانا	فارسی گفتاری : بول چال کی فارسی
می بینمت : تجھے دیکھوں گی ، ملوں گی	مسلط شدن : ماہر ہونا
	من رفتم : میں جا رہی ہوں ، میں تو چلی
	چہ خبر است : کیا بات ہے ؟ کیا ہو رہا ہے ؟

تمرین

- ۱- عظمی کیوں اداس تھی ؟ وہ کیا سوچ رہی تھی ؟
- ۲- اُس نے فارسی کو پسند کرنے کی کیا وجوہات بتائیں ؟
- ۳- فارسی جانے بغیر اُرڈو کا حق کیسے ادا نہیں ہو سکتا ؟
- ۴- فارسی تکلمی کی کیا اہمیت ہے ؟
- ۵- کیا آپ نے فارسی میں کچھ باتیں سیکھی ہیں ؟

۱- فارسی میں ترجمہ کیجیے :

آج ہم نے فارسی کا آخری سبق پڑھا ہے۔ ہمیں فارسی بہت اچھی لگتی ہے۔ اس میں حکمت و اخلاق کی اچھی اچھی باتیں ہیں۔ فارسی شاعری بھی بہت دلکش ہے۔ ہم ابھی زیادہ فارسی بول نہیں سکتے۔ اگلے سال ہم کوشش کریں گے کہ بول چال کی فارسی سیکھ جائیں۔ اگر ہم محنت کریں گے تو انشاء اللہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں گے۔

نمبروں کی تقسیم (انشائی) کل نمبر 60

حصہ اول

سوال نمبر 1: درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں۔
(20)

حصہ دوم

سوال نمبر 2: نثر پارے کا سلیبس اردو میں ترجمہ کیجئے سبق کا عنوان اور مصنف کا نام بھی لکھیے۔
(8+1+1)

سوال نمبر 3: اشعار کا ترجمہ اور تشریح
(4+6)

سوال نمبر 4: فارسی میں پرنسپل کے نام بیماری کی وجہ سے چھٹی کی درخواست یا والد کے نام خط لکھیے

جس میں انہیں اپنے پاس ہونے کی اطلاع دیں۔
(10)

سوال نمبر 5: جملوں کا فارسی میں ترجمہ کریں۔
(10)

نوٹ: ممتحن درخواست کی جگہ خط بھی پرچہ میں پوچھ سکتا ہے۔

معروضی (کل نمبر 40)

سوال نمبر 6: درست جواب پر نشان "✓" لگائیے۔
(15)

سوال نمبر 7: فقرات مکمل کریں۔
(15)

سوال نمبر 8: کالم (الف) اور کالم (ب) میں ربط پیدا کر کے جوابات کالم (ج) میں درج کریں۔
(10)